نمبر ۲۹ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۷ رجب ۱۳۲۵ھ — جلد ۱۱

چند استفسار بر خط مولوی محمد حسین صاحب

از طرف سید محمد احسن صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامداً و مصلیاً

حبی القدیم مولوی محمد حسین صاحب - آپ کا محبت نامہ جو نہایت درجہ ایسا مشکوک اور محکوک اور غلط در غلط تھا جسکی نسبت خود آپ نے تحریر فرمایا ہے - کہ اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو درج اخبار کریں ورنہ واپس کریں - تاکہ نقل کرا کے واپس کروں" الخ موصول ہوا - خاکسار کو بڑا تعجب ہوا کہ مولویصاحب نے ایسا خط غلط در غلط ارسال ہی کیوں فرمایا - جسکو واپس بھی طلب فرماتے ہیں اور تعجب پر تعجب یہ ہوا کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ محض نسیہ ہی نقد نہیں کیونکہ عـ۱۳ جلد ۲ اشاعۃ کا جسمیں جابجا حوالہ دیا گیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا - گھر گھوٹا نخاس ہول - اور اسلئے بہت ہی حیرانی ہوئی کہ مولویصاحب نے خاکسار کے سوالات کا ایسا اوھن من بیت العنکبوت کیوں عنایت فرمایا جسمیں جواب نسیہ ہی نسیہ ہے - النقد کچھ بھی نہیں بہرحال خاکسار نے آپکے خط کو بخوبی پڑھ لیا - خواہ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہی مشکوک یا محکوک تھا - سو بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را می شناسم - مگر میں ابھی اُس کا جواب لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جبتک حوالجات نسیہ نقد وصول ہو جاویں اور نہ اس خط کا طبع کرانا مناسب ہے کیونکہ مبادا آپ خود ہی شکایت نہ کریں کہ میرا ایسا خط مشکوک کیوں طبع کرایا ہاں بالفعل واسطے استفسار و تعین چند امور محلہ تنازعہ فیما مندرجہ خط کے آپسے استفسار کر کر جناب کو تکلیف دیجاتی ہے - تاکہ آیندہ غلط بحث نہ ہو جاوے اور امور تنقیح طلب منقح ہو جاویں - استفسار (۱) - اگر تسلیم کیا جاوے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اخبار وطن میں جسکی اصل عبارت عـ۱۳ جلد ۲ میں آیندہ آپ شائع فرماوینگے - ایمان و اتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے لئے شرط نجات قرار دیا ہے جسکو دعوت اسلام پہونچ چکی ہو مگر مولویصاحب نص قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ کوئی وقت بعد نزول قرآنی کے ایسا آنیوالا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی دعوت عامہ کل زمین کے لوگوں کو پہونچ جاوے گی - قال اللہ تعالیٰ - قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - الذی لہ ملک السموات والارض - و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - وغیرہ وغیرہ معہذا اب اس زمانہ میں جو مصداق ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کا - ڈاکٹر صاحب اور وطن اور جناب کو کونسی ایسی ضرورت واقع ہوئی ہے جو برائے متکلمین کیطرح یہ تقسیم حال کے زمانہ کے لئے کی جاتی ہے کہ جن کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ان کے لئے تو ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کو ہے اور جن کو نہیں پہونچی ان کے لئے شرط نجات کی نہیں اور یہ تقسیم ہی [illegible] بلکہ جیب ہر طرف سے داروگیر ہونے لگا - پھر اس تقسیم کے لئے اولاً تینوں صاحبوں پر ضروری ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایسی بستی کا وجود دکھلا دیں جسمیں دین اسلام بذریعہ کسی مسلمان کی موجودگی کے پہونچ چکا ہو ورنہ خاکسار تو اس مصرعہ کے پڑھنے کے لئے مجبور ہے کہ سخن کوتہ بہانہ بسیار - استفسار دوم - دعوت اسلام پہونچ جانے کی حد مقرر فرمائی جاوے کہ کیا ہے کیا آپ صاحبوں کے نزدیک جن لوگوں نے ترجمہ قرآن مجید کا نہیں پڑھا یا کسی واعظ اسلام کی مجلس میں نہیں بیٹھے وے سب لوگ مصداق ہیں اس کے کہ انکو دعوت اسلام نہیں پہونچی اور ان کے لئے آپ کے نزدیک ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کی نہیں - پس در جواب استفسار ہذا دعوت اسلام کے پہونچنے کی تحدید فرما دیجاوے کہ اس کی حد کیا ہے - استفسار سوم - علم مناظرہ میں جواب الزامی دینا اور مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا آپ کے نزدیک اداب علم مناظرہ سے ہے یا نہیں - بشق ثانی آپ کسی کتاب علم مناظرہ کے حوالہ سے ثابت فرماویں کہ مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا خارج از آداب علم مناظرہ ہے - مگر اسصورت آپ کو اکثر مناظرات مندرجہ قرآن مجید سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا - بلکہ بہت ایسی آیات بینات کی تکذیب کا الزام آپ پر عائد ہوگا - جسطرح آپ حضرت مرزا صاحب کے جوابہا بموجب مسلمات خصم الزامی کو تکذیب کر رہے ہیں - و نعوذ باللہ منہ اور بشق اول حضرت عیسیٰ یا کسی نبی کی توہین نعوذ باللہ کس مرد ود یا کافر نے کی ہے - کلا و حاشا - لعنۃ اللہ علی الکاذبین - بلکہ مسلمات خصم جوابہائے الزامی

چھاپنے کی مشین آرہی ہے

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً مسرور ہوں گے کہ کارخانہ الحکم کے لئے چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ میرے ایجنٹ نے جسکی معرفت ولایت سے مشین منگوائی گئی ہے اطلاع دی ہے کہ ۲۳ جولائی ۱۹۰۷ء کو ولایت سے مشین روانہ ہوچکی ہے اور دو ہفتہ تک اس کے پہونچ جانے کی پوری امید ہے۔

اس سے قبل جبکہ مشین پریس اور سٹیم پریس کا ذکر کیا گیا تھا چونکہ کوئی جدید اطلاع قابل ذکر نہ تھی اس لئے اب جبکہ مشین روانہ ہوچکی ہے مینے ضروری سمجھا کہ الحکم کے سرپرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نوٹ شایع کردوں۔ یہ میں پہلے ظاہر کرچکا ہوں کہ اب نرا مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس بفضلہ تعالےٰ قایم کیا جاویگا اور لیتھو کے علاوہ انگریزی پریس بھی اس کے ساتھ ایزاد ہوگا اور انگریزی اور لیتھو کی مشین انجن کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔ یہ معمولی اور سرسری محنت کا کام نہیں بلکہ بڑا اہم اور محنت طلب کام ہوگا اور کام کی نئی شاخ ہونے کی وجہ سے ابتدا اس کی راہ میں بعض روکوں کا پیدا ہونا بھی کچھ بعید نہیں لیکن میں اپنے رب محسن پر بحمداللہ یقین رکھتا ہوں کہ جس نے الحکم کے ایک معمولی بیج کو ایسا بارور فرمایا اور نشوونما دیا کہ ہزاروں روحیں اس کے پہلوں سے سیر اور مسرور ہوتی ہیں وہ ان تمام روکوں کو دور کرکے اس کو قوم کے لئے ایک مفید کارخانہ بنادیگا۔ اس کے فضل سے ہی امید ہے سٹیم پریس کے لئے چھپائی کے کام کی بہت ضرورت پڑے گی۔ پہلے وہ احباب جن کے ہاتھ میں کچھ بھی چھپائی کا کام ہو اس طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ اور ابھی سے اس کا انصرام کریں کیونکہ جب کہ واقعات بتا رہے ہیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو اسی مہینے میں مشین کام کرنے لگے۔ خدا کرے کہ یہ نیا سلسلہ ہر طرح سے دین و دنیا کے لئے مفید اور مبارک ہو (آمین)

دل کو کون مطمئن رہنے نہیں دیتا

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا دل مطمئن رہے اور اوسے کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو وہ اپنے افعال کو درست حالت میں رکھے اگر اوسکی رفتار سیدھی ہوگی کبھی اوس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا نہ ہوگا انسان کے دل میں جسقدر خوف و خطرہ پیدا ہوتا ہے اوس کے افعال اور اس کی حرکات کی ناموزونی کی وجہ سے جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انکے برخلاف دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند کا کبھی استعمال نہ ہو وہ اپنے دل میں کبھی باغیانہ خیالات کو جگہ نہ دیں نہ صرف قانونی خوف سے بلکہ اخلاقی اور مذہبی خیال سے ہی انسان کو کبھی باغیانہ خیالات کو دل میں جگہ نہ دینی چاہئے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

حضرت حج کو نہیں جاتے — ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپنے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کرسکتے تھے۔ لیکن حج کیواسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہونچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسایل موجود ہوں جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے۔ تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کرکے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھدیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دیگا تاکہ آیندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض انکا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکل — فرمایا توکل کرنیوالے اور خدا کیطرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اسکو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کرلیں۔ تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے انکی عزت کو ظاہر کر دیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی اور یہ خدا پر توکل کرنیوالا ہوتا تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔

اخلاق کے خراب کرنیوالے پادری — ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ دیسی عیسائی ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ مگر روپے مانگتا ہے یا تنخواہ مانگتا ہے۔ حالانکہ لیاقت کچھ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پادریوں نے ہندوستانیوں کے اخلاق خراب کر دیئے ہیں اور ان کو مذہب فروش بنا دیا ہے کئی عیسائی دیکھے ہیں کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان یا ہندو ہونے کے واسطے تیار ہیں لیکن عیسائی لوگ ہم کو اس قدر تنخواہ دیتے ہیں تم کیا تنخواہ دوگے۔

(فتح محمد)

جدہر سے زیادہ تنخواہ کی امید ہو اُدہر ہی جھک پڑتے ہیں اور بسا اوقات کبھی اِدہر سے اور کبھی اُدہر سے بطور نیلام کے اپنی قیمت کے بڑہانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بداخلاقی ہندوستان میں پادریوں نے ہی پھیلائی ہے ورنہ اس سے پہلے ہندوستانی لوگ مذہب کے معاملہ میں ایسے رذیل اخلاق رکھنے والے نہ تھے۔ آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ جب ایک مذہب کو سچا سمجھکر قبول کرے تو پھر اسپر استقامت دکھلائے۔ خداتعالیٰ رازق ہے وہ خود تمام سامان مہیا کردیگا۔ جب انسان خدا کے واسطے کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس کو موت کی پروا نہیں رہتی اور نہ اسے خداتعالیٰ ضائع کرتا ہے اندرونی تقویٰ اور طہارت کا خیال کرنا چاہیئے جن لوگوں کے دل اور دماغ میں صرف دنیا ہی رہجاتی ہے وہ کس کام کے آدمی ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی طرف جھکتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اس قسم کے عیسائی نومسلموں کی نسبت تو ہم نے ان لوگوں کو بہت ثابت قدم دیکھا ہے۔ جو ہندوؤں میں سے مسلمان ہوکر ہمارے پاس آئے ہیں۔ جیساکہ شیخ عبدالرحیم ہیں سردار فضل حق ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب شیخ عبدالعزیز صاحب ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کیخاطر بہت دکھ اٹھائے مگر اپنے ایمان پر قایم رہے۔ جب سردار فضل حق صاحب مسلمان ہوئے تو انکو قتل کرنے کے واسطے کئی سکھ یہانتک آئے۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچایا اور سردار صاحب نے کسی کا خوف نکیا ایسا ہی شیخ عبدالرحیم کے چہرے سے نیک بختی کے آثار نمایاں ہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو ایک دفعہ ان کے رشتہ دار دہوکے سے لیگئے تھے اور وہاں لیجاکر ان کو قید کردیا تھا۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچالیا اور خود بخود یہاں چلے آئے برخلاف عیسائیوں کا مذہب عموماً تنخواہ پر ہے۔ اگر آج ان کو موقوف کردیا جائے تو بس ساتھ ہی انکی عیسائیت بھی موقوف ہوجائے۔ امرتسر میں ایک پادری رجب علی تھا وہ کئی مرتبہ مسلمانوں میں آکر ملتا تہا۔ پہر عیسائی ہوجاتا تہا۔ عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا ایک اخبار نکلتا تہا۔ عیسائیوں سے کچھ ناراض تہا ان دنوں میں ایک گرجہ پر ایک بجلی گری تہی۔ اس خبر کو اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے اس نے لکہا کہ گرجے پر بجلی گرنا دو اسباب سے خالی نہیں یا تو اس کا یہ سبب ہوا ہے کہ روح القدس کو مصالح بہت لگ گیا تہا اور اس نے گرجے پر اُترکر گرجے کو جلادیا ہے اکثر اس قسم کے عیسائی دہریہ اور کمینہ طبع ہوتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے کفارہ نے ایسی بے قیدی کردی ہے کہ جو گناہ چاہو کرلو۔ سزا تو یسوع بھگتیگا۔ اسی واسطے ضرب المثل ہوگئی ہے کہ ؎

عیسائی باش ہرچہ خواہی کن

کیونکہ اگر زنا اور شراب حرام ہے تو پھر کفارے سے فائدہ کیا کفارے کا یہی تو فائدہ ہے کہ اس نے معافی کی ایک راہ کہولدی ہے۔ اگر عیسائی بھی گناہ کرنے سے پکڑا جاتا ہے جیساکہ غیر عیسائی پکڑا جاتا ہے۔ تو پہر دونوں میں فرق کیا ہوا اور کسیکو عیسائی بننے سے فائدہ کیا حاصل ہوا۔

ڈاکٹر مرتد یکم اگست ۱۹۰۷ء تازہ الہام الٰہی۔ انّی مھین من اراد اھانتك کا ذکر تہا۔ فرمایا کہ قریب العہد اہانت کرنیوالا تو ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس نے بہت اہانت کے لفظوں میں ایک خط لکہا ہے اور ہماری موت کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ یہ وحی الٰہی پہلے بھی بہت بار نازل ہوچکی ہے۔ مگر ہر بار اس کا شان نزول جدید ہوتا ہے ایسے لوگوں کی مخالفت سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے۔ ضرور ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں تاکہ صادق اور کاذب کے درمیان ایک فرق ہوجائے۔ سب انبیاء کے وقتوں میں ایسے مخالف ہوتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے آدمی موجود تہے مگر اس قسم کے لوگ ہمیشہ بعد میں آتے ہیں۔ شروع میں صادق ہی ظاہر ہوتا ہے پہر اس کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی ریس کرتے ہیں۔ اسمیں خداتعالیٰ کی حکمت ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ اچھی طرح سے شایع نہ ہوگیا تب تک کوئی آدمی ایسا پیدا نہ ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ کوئی ایسا نہ کہ سکے کہ اس شخص نے فلاں شخص کی ریس کرکے دعویٰ نبوت کردیا ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں مطلق خاموشی تہی۔ کوئی شخص خدا سے وحی پانیکا اور مسیح موعود ہونیکا مدعی نہ تہا۔ ایسے وقت میں خداتعالیٰ نے ہمپر اپنی وحی نازل کرکے ہمیں مسیح موعود بنایا۔ یہ امر بھی منہاج نبوت میں داخل ہے کہ صادق کا دعویٰ اول ہو اور کاذب پیچھے ہوں اور لوگوں کی بیخبری کے علاوہ ہم تو خود بھی بیخبر تہے۔ اپنے طور پر میری عادت تہی۔ کہ غیر مذاہب کے برخلاف اخبارات میں مضامین دیتا تہا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تہا۔ ان ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نام نکلا کرتا تہا اور ایک برہموؤں کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تہا۔ ان ہر دو میں بعض مضامین بہیجے گئے تہے۔ مگر ان مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تہا۔ اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکہلانیکا کوئی خیال نہ تہا۔ دو جلدیں براہین احمدیہ کی میں لکھ چکا تہا اور اس وقت تک مجھے خبر نہ تہی جبکہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ الرحمٰن علم القراٰن قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ اسی براہین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بھی درج کیا ہے کہ یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الی اور اسی میں ہم نے حضرت عیسٰیؑ کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو ہمارا عقیدہ تہا۔ کہ مسیح آسمان پر ہے اس سے دیکھنے والوں کو اسلئے یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افترا کے ساتھ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افترا کرتا ہے وہ تو اول ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے اسمیں بھی خداتعالیٰ کی ایک مصلحت تہی کہ ہم نے ایسا لکھدیا۔ تاکہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہوجائے۔ پہلے سے ہی براہین کے اندر ایک تناقض ہوگیا اور ہم خود بھی اس تناقض کو نہ سمجھ سکے۔ یہ خداتعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تہی۔

کوئی اور نشان فرمایا گذشتہ دنوں میں خداتعالیٰ بہت سے نشانات دکہا چکا ہے جنمیں سے بعض کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوچکے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور نشان کی طیاری ہورہی ہے۔ تاکہ ایمانداروں کے ایمان اور قوی ہوجاویں۔ ہر ایک نشان جو ظاہر ہوتا ہے اس سے لوگوں کے ایمان قوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نشان کے ذریعہ سے ایک انکشاف تام ہوجاتا ہے۔ جب آدمی اچھی طرح سے معلوم کرلیتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کس بات میں راضی ہے اور کس دین کے حق میں وہ اپنے نشانات زبردست دکہاتا ہے۔ تب انسان اس دین کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ اسکی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہوجاتا ہے۔ نشانات کے ذریعہ سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ جماعت کے واسطے خداتعالیٰ نے یہ ایک عمدہ راہ نکالی ہے جب خدا کی فرمائی ہوئی باتیں پوری ہوتی ہیں تو دلکو سرور اور خوشی ہوتی ہے۔ انسان خداتعالیٰ کے فضل سے سیراب ہوجاتا ہے اور اسکا یقین بڑہتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے اختیار کرنے میں میں نے کوئی غلطی نہیں کہائی مگر یہ مت خیال کرو کہ غلطی سے نہ کہانے میں تمہاری کوئی بہادری ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بھی خداتعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ تمنے غلطی نہیں کہائی ورنہ بڑے بڑے فاضل اور مولوی لوگ اس جگہ ٹہوکر کہا گئے ہیں۔ — مد

عربوں میں علمی ترقی کا اظہار

علم کا انحصار کسی خاص قوم یا زبان یا مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ باشندگان عالم کے درمیان بذریعہ اوراث وہ پہیلا ہوا ہے شایقین ان لوگوں سے جنکو کسی علم میں درک حاصل ہوتا ہے اقتباس کرتے ہیں اور اپنی علوی مرتبت اور رابطہ اتحاد کے بڑہانے میں فایدہ اٹہاتے ہیں۔ جس طرح سے کہ عیش و فارغ البالی دست بدست گردش کرتی رہتی ہے اسی طرح علم بہی ایک قوم سے دوسری قوم میں جاتا رہتا ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کا علمی ورثہ حاصل کرتی رہتی ہے اسی وجہ سے کوئی قوم نقل اور ترجمہ سے بے پروا نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران نے ہنود سے۔ رومیوں نے یونان سے۔ یونانیوں نے مصر سے۔ عربوں نے یونان اور فارس سے۔ اور یورپ نے عرب یونان۔ روما سے علمی سرمایہ حاصل کیا ہے۔ کسی دوسری قوم سے علم کے اخذ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے ملک کی زبان میں تاریخ ادب۔ فلسفہ ریاضی۔ طب۔ مذاہب۔ صنعت سے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا جائے۔

آجکل جو ہم اپنے زمانے میں اس کثرت سے علوم وفنون کی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو دنیا اور اس کے باشندوں کی سعادت و خوش بختی کی موجب ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ مدت دراز کے تجربہ بنی آدم کا خلاصہ اور اُن کے عقلی کمالات کا نمونہ ہیں۔ جس سے قومیں بنیں بڑہیں اور مٹ گئیں۔ ان کے علوم و اخلاق کا کچھ حصہ بذریعہ تراجم ہم تک پہونچا اور کچھ حصہ ان کے جسم کے ساتھ پیوند خاک ہو گیا۔ جسطرح کہ زبان اور قبایل کا حال ہے کہ ابتدا میں اس کے اصول و اعداد نہایت مختصر تہے مگر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پہیل گئی۔ وہی حال علم کا بہی ہے کہ زمانہ اور قوم کی ترقی کے ساتھ وہ بہی بڑہتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی جانشین بنتی جاتی ہے۔

جب عربوں کے فتوحات کا سلسلہ ایک حد پر رُک گیا اور وہ ملک کے بیشتر حصہ میں پہیل گئے۔ اور ان کی زبان نے وسعت اور وقعت حاصل کی تو انہوں نے نظام مملکت اور پالٹکیس کی طرف توجہ کی جس میں دوسری گزشتہ قوموں کی تقلید لازمی سمجھی گئی کیونکہ عربوں نے معلوم کر لیا تہا کہ قوم و ملک کی بقا اور بہتری کی کفیل علم سے بڑھکر اور کوئی دوسری شے نہیں ہو سکتی اور اس مقصد میں کامیابی بجز اس کے نہیں ہو سکتی کہ دوسری اقوام سے نقل کریں۔ مسلمانوں میں علمی ترقی کا شوق کیونکر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت رسول پاک نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی زبان سیکہے اور بعضوں کو ہجرت کے زمانہ میں حبش کی زبان سیکہنے کا حکم دیا تہا۔ ان لوگوں کا ذکر طول طویل ہے جنہوں نے ایرانیوں کی جماعت میں سے نکلکر اسلام قبول کیا اور عربی زبان کو اپنی مادری زبان بنالی اسی طرح سے وہ عرب بہی

بکثرت دریافت ہو سکتے ہیں جنہوں نے فارسی زبان میں درک حاصل کیا اگرچہ یہ کوئی اہم بات نہ سمجہی جائے مگر ہم کہتے ہیں کہ ترقی کا آغاز یہی تہا چونکہ قوم امی تہی اس لئے عرصہ تک علمی مشاغل کتابوں کی صورت میں مدون نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے بعد مذہبی مشاغل میں انہماک ہوا اور چونکہ اس بارہ میں وہ فرد تہے اس لئے کسی دوسری قوم سے استفادہ کی حاجت نہ تہی۔

عربی زبان میں پہلی کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف اہرن بن اعین تہا۔ جسے عمر بن عبدالعزیز نے کسی کتب خانہ سے حاصل کیا تہا چالیس دن تک اس نے اسے اپنے بحفاظت رکہا اس کے بعد عام مسلمانوں کے روبرو پیش کیا۔ خلفائے عباسیہ میں منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے تراجم کتب کی طرف توجہ کی۔ اسکی پیروی جعفر برمکی اور چند دوسرے ہوشیار لوگوں نے بہی کی لیکن مامون نے جو توجہ ادہر کی وہ بے نظیر تہی۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے صدر اسلام میں انہیں موجودہ علموں پر قناعت کی جوانکی زبان میں تہے جنمیں مذہبی اور طبی علم ممتاز ہیں۔ یہ دونوں علم ایسے ہیں کہ عربوں کو دوسری قوموں کیطرف نظر دوڑانے کی ضرورت نہ تہی۔ مذہب تو انہوں نے ایک جدید اختیار ہی کیا تہا اسکی تعلیم وتہذیب اور انضباط قواعد میں مصروف رہے طب وہ ایک ایسا ضروری علم ہے جس سے کوئی معمولی سے معمولی قوم بہی خالی نہ ہے اور نہ تہی۔ یہ حال عربوں کا دولت بنی امیہ کے عہد تک باقی رہا لیکن جب حکومت ہاشمی خاندان میں منتقل ہوئی تو علمی بیداری کا آغاز ہوا۔ سوتی ہوئی طبیعتیں جاگ اٹہیں۔ اور علمی سررشتہ کیطرف عام میلان پیدا ہو گیا۔ خلیفہ ثانی ابو جعفر منصور خود علم فقہ میں بڑی دستگاہ رکہتا تہا مگر اس کے ساتہہ ہی علم فلسفہ نیز علم ہیئت سے اس کو از بس رغبت تہی۔ علمی ترقی کا آغاز اسی کے عہد سے سمجہنا چاہیئے۔

اس کے بعد قاضی موصوف لکہتے ہیں کہ جب عبداللہ مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے دادا منصور کی کارروائی کی تکمیل کی۔ شہنشاہ روم سے علمی کتابیں طلب کیں اور اپنے یہاں مترجموں کی ایک قابل اور بڑی جماعت مہیا کر کے عربی زبان کو مالا مال کر دیا۔ اس کے ساتہہ لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ علوم کی تحصیل کریں۔ مامون کی علم دوستی کا یہ حال تہا کہ وہ گہنٹوں اہل علم سے تخلیہ کرتا تہا اور مختلف مسایل پر حکماء سے بحث کیا کرتا تہا حکماکی جماعت کی بڑی توقیر اسکی نظروں میں تہی۔

بلاشبہ مامون کی توجہ علم کی طرف جیسی تہی اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ تین سو مترجموں اور مصححوں کا مجمع اس کے پایہ تخت میں تہا جن کو خلیفہ نے دوسرے ممالک سے چن کر بصرف زر کثیر بلوایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس علمی کمیٹی کے ممبروں کے مذہب و معتقدات سے کچھ بحث نہ تہی۔ خلیفہ کا حکم تہا کہ مذہبی تعصب پس پشت ڈال دیا جائے اور یہ کمیٹی خالص علمی رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں اس کمیٹی کا ایک عام جلسہ ہوتا تہا جسمیں علما اور ادبا کے سامنے تراجم پیش کئے جاتے تہے اور بڑی رد و قدح کے بعد جو مناسب سمجہا جاتا تہا رکہا جاتا تہا ورنہ کاٹ دیا جاتا تہا کمیٹی کا کام صرف ترجمہ ہی کرنے کا نہ تہا

بلکہ طبی اور فلسفی مصطلحات کا وضع کرنا بھی تھا جس سے عربی زبان اس وقت تک بالکل خالی تھی ۔ درحقیقت مصطلحات کا وضع کرنا ایک بہت بڑا کام تھا اور نسبتہً ترجمہ سے یہ کچھ کم دشوار نہ تھا ۔ اس محکمہ کے اخراجات میں ناموں سب سے زیادہ خرچ کرتا تھا ۔

لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کتاب کو بڑی باتوں سے مزین نہ کریں اس کے مصنف کی عزت ان کے دلوں میں نہیں ہوتی خواہ وہ ترجمہ سے ہو یا ادھر ادھر کے مضامین کا چربا ہو ۔ یہ مسئلہ مسلّم شدہ ہے کہ مصنفوں اور مترجموں کی قابلیت میں اگر تفاوت نہ کیا جاوے تو مساوات کا درجہ لازمی طور پر قایم کیا جا سکتا ہے جن لوگوں نے دوسری علمی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا ان کی لیاقت اور قابلیت ہزاروں مصنفوں اور مولفوں سے بڑھکر تھی ۔ بایں وجہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان قابل مترجموں کا جن کا پتہ چلا ہے ذکر ناظرین کے سامنے پیش کریں ۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر قدیم و جدید مترجمین کے شمار میں غیر مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے شاید اس میں بھی یہ نکتہ ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ۔ اگر آسمان سے علم نازل ہوتا تو اہل فارس میں سے کوئی جماعت اسکی مستحق ہو جاتی ۔ زیادہ تر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے علمی کاموں کی تقسیم کر لی تھی اور ان کے علمار نے اپنے ذمہ علوم دین کی تدوین و ترتیب رکھلی تھی اور زبان کی بحث میں بھی بکثرت حصہ لیا اور علمی اشتغال کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جسمیں اکثر ذمی لوگ شریک تھے ۔

قدیم کتاب کیمیا کا ترجمہ اصطفان نے کیا ۔ یہ پہلی کتاب تھی جو اس فن میں ترجمہ کیگئی ۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ماسرجویہ سریانی نے اہرن بن اعین کی مصنفہ کتاب کا ترجمہ کیا ۔ یہ شخص منصور کے عہد حکومت میں تھا اسکی قابلیت دیکھکر منصور نے ترجمہ کے خاص کام پر اسے مقرر کیا تھا کہ قدیم علوم کے ذخائر تلاش کر کے عربی زبان میں نقل کرے ۔ اس کا بیٹا ابو زکریا یحییٰ بھی ایک مترجم تھا ۔ حسن بن سہیل نے بھی بڑی محنت کی ۔ حنین بن اسحٰق پہلا وہ شخص ہے جس نے رومی علوم سے سریانی میں اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا حنین بن اسحٰق سریانی ۔ عربی ۔ رومی ۔ فارسی زبانوں میں بڑی مداخلت رکھتا تھا متوکل نے اسے مترجموں کا ہیڈ مقرر کیا تھا ۔ ہر ایک ترجمہ کی تصحیح اور کاٹ چھانٹ اسی کے متعلق تھی ۔ اصطفان بن بسیل ۔ موسےٰ بن خالد ترجمان اور [illegible] ان سب مترجموں کا کام وہی دیکھتا تھا ۔ اگر یہ کہا جاوے تو کچھ مبالغہ نہیں کہ تمدن اسلام کے زمانہ میں علوم قدیمہ سے عربی میں جسقدر علمی ذخیرہ لایا گیا اس کا ایک ربع حصہ حنین کی کوششوں کا نتیجہ تھا ۔ اس نے جسقدر ترجمہ کیا نہایت پاک و صاف ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا ۔

حنین کے دو بیٹے تھے ایک کا نام داؤد اور دوسرے کا نام اسحٰق تھا ۔ ان کی تعلیم کے لئے طبی کتب کا ترجمہ اکثر حنین نے کیا جالینوس کے رسائل کل اسکے کل ترجمہ کر ڈالے اسحٰق کو بھی علم طب میں بڑی مداخلت تھی اس فن میں اسکی کئی کتابیں مشہور ہیں ۔ لیکن زیادہ تر اسحٰق کی توجہ فلسفی کتب کیطرف تھی ۔ اپنے باپ کی طرح اس کو بھی متعدد زبانوں میں کامل مداخلت تھی

انقرہ ۔ عموریہ اور دیگر بلاد روم سے نادر و بیش قیمت علمی کتابیں تلاش کی تھیں ۔ اور یوحنا بن ماسویہ کو ترجمہ کا معتمد بنایا تھا ۔ جرجیس ابن جرائیل پہلا وہ شخص ہے جس نے منصور کے حکم سے کتب طبیہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا ۔ جیش اعسم اور اس کا شاگرد نائل دونوں حنین کے ساتھ کام کرتے تھے ۔ عیسےٰ بن یحییٰ بن ابراہیم کو ترجمہ پر حنین کو بڑا اعتماد تھا اور بارہا اسکی قابلیت کی تعریف و توصیف کی قسطا بن لوقا بعلبکی بھی مترجموں میں بڑا ہوشیار تسلیم کیا گیا تھا اور حکمت کے اصناف میں اس کو بڑی مہارت تھی ۔ ایوب المعروف بہ ابرش نے بھی بڑا نام پیدا کیا اور حنین سے اس کا ترجمہ کسی طرح کم نہ تھا ۔ برامکہ کے زمانہ میں سلام ابرش نے بڑی شہرت پائی ۔ ابو نصر بداری بن ایوب ۔ ابن رابطہ یونی ۔ بسلی ۔ عیسےٰ بن نوح تویری ۔ دراویع راہب ہیاتون ۔ صیلیا ۔ ثابت بن سمع بھی مترجموں میں شریک تھے ۔ ایوب اور سمعان نے بطلیموس کی جنتری کا ترجمہ محمد بن برمک کے حکم سے کیا تھا ۔ ابو عمر ۔ یوحنا بن یوسف کاتب تھے ۔ آل نوبخت نے فارسی زبان کی بڑی خدمت کی ۔ فضل بن نوبخت نے حنین کی کتابوں کو بیشتر فارسی زبان میں نقل کیا ۔ موسےٰ اور یوسف بن خالد نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا ۔ مترجموں کی لمبی فہرست کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی طرف بکثرت لوگوں نے توجہ کی اور جس سرگرمی سے دوسری زبانوں سے کتابیں لی گئیں اسی طرح فارسی سے بھی عربی زبان میں بکثرت کتب کا ترجمہ کیا گیا ۔ جو لوگ اس کام میں مصروف تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں ۔

علی بن زیاد تمیمی ۔ سہل بن ہارون ۔ بلاذری ۔ احمد بن یحییٰ ۔ جبلہ بن سالم کاتب ہشام اسحٰق بن یزید ۔ محمد بن بہرام بن مطیار اصفہانی ۔ فتح بن علی بنداری ۔ عبداللہ بن علی ۔ ابو حاتم بلخی محمد بن جہم ۔ ہشام بن قاسم ۔ موسےٰ بن عیسےٰ کردی ۔ زادویہ ابن شاہویہ اصفہانی ۔ بہرام بن مردانشاہ ۔ عمر بن فرخان ۔ جس طرح حنین بن اسحٰق ۔ یعقوب بن اسحٰق کندی ۔ ثابت بن قرہ حرانی مشہور و ممتاز مترجموں میں سے ہو گذرے ہیں ۔ اسی طرح عمر بن فرخان نے بھی اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا ۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عمر کا درجہ مذکور لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا ۔

علی بن ابراہیم دیکی کی ماتحتی میں حسن بن بہلول اوانی ۔ ابو البشر متی ۔ نفیسی مراحی نے سریانی زبان سے ترجمہ کیا ۔ اسحٰق بن سلیمان کا واریشوع مددگار تھا ۔ اسی طرح ابراہیم بن جمیس ۔ علی بن ابراہیم ایوب بن قاسم نے بھی بڑی مدد کی بالیسا خوجی موخرالذکر ہی کے ترجمے ہے ۔ منکہ ہندی ۔ ابو ریحان بیرونی ابن دہن نے سنسکرت زبان سے ترجمہ کیا ۔ ابن وحشی نے کلدانی زبان سے اور سعید فیومی نے عبرانی زبان سے ترجمہ کیا ۔ ابو علی عیسےٰ بن زرعہ یعقوبی منطقی بھی ترجمہ کے باب میں نہایت مشہور تھا اس کے تصانیف بھی بکثرت ہیں ۔

سیف الدولہ ابن حمدان کے طبیب عیسےٰ رقی نے طبی کتاب کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اسی طرح ماسرجیس طبیب

عیسٰے بن ماسرجیس نے بھی طب پر بڑا احسان کیا۔ شہدی کرخی اور ابن شہدی متوسط درجہ کے مترجم تھے۔ ابن ابا ہ نے آخر عمر میں بڑا نام پیدا کیا۔ ابن جلیل اور ابو عبد اللہ صقلی بھی بہت مشہور تھے۔

مامون کے حکم سے اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ حجاج ابن مطر نے کیا۔ ثابت بن قرہ حرانی نے بعد میں اس کی تصحیح کی۔ حبیب بن بہریز نے بھی حسب الحکم مامون بہت سی کتب کا ترجمہ کیا۔ ابو الخیر حسن بن سوارا اور ابو الفرج ملطی۔ یحییٰ بن عدی یعقوبی نے سریانی سے عربی میں زیادہ کتب کا ترجمہ کیا۔ عبد اللہ بن علی فارسی نے فارسی سے اور عبد بن مقنع نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حسن ثابت بن قرہ نے جسقدر سریانی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ کیا وہ نہایت اعلےٰ اور معقول درجہ کا ہے اس کے شاگرد عیسےٰ بن سعید نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا۔ ایک رومی راہب نظیف نامی نے یونانی سے خاصکر ترجمہ کرکے بڑا مواد جمع کیا۔

عبد المسیح بن عبد اللہ ناعمی حمصی متوسط درجہ کا مترجم تھا۔ تاہم جسقدر کام کیا اچھا کیا ابن ماجو دبھی عبد المسیح ہی کے رتبہ کا مترجم تھا۔ ہلال حمصی کا ترجمہ نہایت صحیح ہوتا تھا مگر اس کے الفاظ ترجمہ کے مبتذل ہوتے تھے۔ اسی طرح فیثون غیر زبانوں کا ماہر تھا۔ مگر عربی زبان کا علم بہت معمولی تھا۔ ابو نصر بن ناری نے بہت ہی کم ترجمہ کیا جس کا شمار مترجموں میں کرنا مشکل ہے۔ بسیل مطران کا درجہ ابو الفرج سے بڑھکر تھا جس کی کوشش صحت کیطرف بہت تھی۔ متوسط طبقہ کے اکثر مترجموں کے نام یہ ہیں۔

اسطاث۔ جیرون بن رابطہ۔ ابراہیم بن صلت۔ ثابت۔ یوسف تلمیذ عیسےٰ بن صہر بخت ایوب رہاوی ابو یوسف یحییٰ ابن بطریق تذرس سنقل۔ ابو سعید عثمان دمشقی۔ منصور بن باناس۔ عبد یشوع بن بہریز ابراہیم بن بکس۔

جسقدر مترجموں کے نام ہم نے بہم پہونچائے ہیں وہ اپنے اسی ترجمہ سے گزر اوقات کرتے تھے اور امراء اور روساء کی خدمت میں اپنے تراجم پیش کرتے تھے۔ یعقوب بن اسحٰق کندی مشہور فلاسفر عرب کا نام البتہ اس زمرہ سے خارج ہے۔ اس نے رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ترجمہ کو نہیں قرار دیا۔ جسقدر ترجمہ کیا خود اپنے ہی لئے کیا۔

جن امراء اور خلفا نے مترجموں کی ہمت بڑھائی اور ان کے کاموں کی قدر دانی کرکے ترجمہ پر ایک کثیر جماعت کو آمادہ کیا انکا نام کسی طرح سے مترجموں کی شہرت اور لیاقت سے کم درجہ پر نہیں رکھا جاسکتا۔ عمر بن عبد العزیز۔ خالد اموی۔ منصور۔ رشید۔ مامون۔ متوکل کا نام نہایت اور عزت سے لیا جائے گا جنہوں نے بڑی دریا دلی سے فن ترجمہ کو ترقی دی۔

جعفر برمکی اور اس کے خاندان کے اکثر ممبر نقل وتعریب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستان کا مشہور حکیم منکہ اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ساتھ تھا۔ وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرتا تھا۔ شیر یشوع بن قطرب مترجموں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا تھا۔ صرف یہی نہیں کہ وہ کتابوں کو مہیا کرتا تھا بلکہ مترجموں کے لئے صرف کثیر برداشت کرتا تھا۔ محمد بن موسےٰ منجم جو ریاضی ونجوم کے فن میں شہرۂ آفاق تھا حنین کے ساتھ بڑا احسان کرتا تھا۔ ابو سلیمان منطقی سجستانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ شاکری خاندان کے اکثر ممبروں نے حنین محمد۔ احمد۔ حسن زیادہ مشہور ہیں۔ مترجموں کی بڑی خدمت کی۔ حنین بن اسحٰق۔ حبیش بن حسن۔ ثابت بن قرہ ماہوار پانچ سو اشرفی پاتے تھے۔

خلیفہ مامون کا ایک ہمنشین علی بن یحییٰ نہایت فیاض منش واقع ہوا تھا۔ خصوصاً علم طب سے اس کو بڑی دلچسپی تھی۔ تادرس راہب نے بھی فن طب سے بڑی دلچسپی ظاہر کی تھی اور طبی کتب کا بڑا ذخیرہ اس نے فراہم کیا تھا۔ محمد بن موسےٰ بن عبد الملک نے عیسےٰ کے لئے بہت سی کتابیں طب کی ترجمہ کیں۔ اور عیسےٰ بن یونس نے جو علماء عراق میں بے مثل تھا یونانی علوم سے بہت کچھ اخذ کیا جن کے ساتھ وہ بہت شفقت رکھتا تھا۔

شہر فیوم کا حاکم علی نامی تھا مگر وہ اپنی فیاضی اور نیکی کی وجہ سے فیوم ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کو بھی علمی معاملات سے گہری دلچسپی تھی احمد بن معروف نے اسکی سخاوت سے بڑا فائدہ حاصل کیا۔ علی مترجموں کے حق میں آب رحمت تھا۔ ابراہیم بن محمد ابن موسےٰ یونانی تراجم کے لئے نہایت مشہور تھا۔ اسی طرح عبید اللہ بن اسحٰق نے بھی بہت سی کتابیں جمع کی تھیں۔ محمد بن عبد الملک ہزار دو اشرفی ترجمہ کے لئے صرف کرتا تھا۔ اس کے نام سے اکثر کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ یوحنا بن ماسویہ جبرئیل بن بختیشوع بختیشوع بن جبرئیل داؤد بن سرابیون بسلمویہ بن سان۔ یسع اسرائیل بن زکریا حبیش بن حسن کی اس نے بڑی قدر دانی کی تھی۔

یہ قدیم مترجموں کے نام تھے جو تفصیل کے ساتھ اوپر دکھائے گئے۔ تیرہویں صدی ہجری کے وسط سے یورپ کے اکثر علماء ادھر متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کی کوششوں سے بہت نایاب کتب کا پتہ چل گیا ہے۔ درحقیقت اگر یورپ اسلامی علوم سے دلچسپی نہ لیتا تو ہم بہت کچھ اپنے اسلاف کے کارنامے گم کر دیتے۔

(ترجمہ المقتبس قاہرہ) صدیق احمد۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلائق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چالبازی سے آگاہ ہو جائینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اور شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جس سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ ملسکتے ہیں اور جن سے ہم گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھئے - ڈاکٹر بی - ایس - گانلا صاحب ایم - ڈی - امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ کماٹی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے سے زرائے ہیں - میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈوان کی دردپشت اور گردوں کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کر کے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں کیسے امراض کیلئے حاذقی عجیب کار آمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسی امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں اُن سے یہ بدرجہا بہتر ہیں - اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈوان کی دردپشت اور گردہ کی گولیاں ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس اسکے لئے مخصوص ہیں - گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں - دردپشت اور نیچے کے اعضا میں ورم - درد شقیقہ یعنی آدھا سیسی - گٹھیا - چکر آنا - بیخوابی اور دل کی بیقاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے خاص سبب زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوافروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی اور یہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہو بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اس کی نظر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلواۃ والسلام میں بھی ملیگی - کہیں زلزلہ ہیں تو کہیں تیغ وادی وطوفان - وہ طاعون جو کبھی ولیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان وپنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً میں غور وخوض کریں - اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ واستغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہم اسم اعظم رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون مصفی وغیرہ دونوں کی کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالی ہمنے اسکی یہ عجیب وغریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چڑھنے بخار کے اگر اسکی چند قطرات کانوں میں ٹپکائی جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً آنسے دو گھنٹہ بخار کافور اور رہی ہسام رگلٹی کا خطرہ دفع اور طبیعت میں صحت وسیع وہ حاصل ہوگا - جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہو گئے ہے بارہا کا تجربہ ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۰ روپیہ تیل نافع مکھی ومچھر - ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھکر جس تندرست انسان کو کاٹ کھائے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی مچھر کاٹنے کا احتمال ہو سب کی بلدی سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکنے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو -

(نوٹ) جو خریدار اشتہار اخبار کرنا چاہے نوری شفاخانہ موکل میں بھیجے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی جاتی ہے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے بے لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالی فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ - طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالی دونوں کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیے قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ - سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ -

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام - فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پہ آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نوری)

بیشک اتنا - ادھر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول آب ... تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا دھند غبار شبکور - پانی - پڑبال - خارش - موتیا بند ابتدائی سرخی - ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے - سیکڑوں سارٹیفکیٹ - معززوں ڈاکٹروں حکیموں ورئیسوں وعہدہ داروں کے موجود ہیں - ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے - ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہوں گے - دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے - سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سوتی سنگی شروع پختہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جالیدار ہیں ... تو شک لحاف کے واسطے ...... پائیدار وخوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۲۴ درعرض ۲۰ گرہ عرض قیمت صرف ... زیادات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بذمہ خریدار جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے - المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

دندان شکن جواب داب علم مناظرہ کے دیئے گئے ہیں اور پھر صاف ہزاروں اشتہاروں میں اس امر کی تصریح بصراحت کھول کھولکر باعلان ہی کر دی گئی ہے۔ پھر باوجود اس کے آپ جیسے ماہر حقیقت و تجربہ کی کا ایسا الزام کسی پر قائم کرنا جس سے یا تو تکذیب صدہا آیات قرآنی کی لازم آتی ہو یا نصف علم مناظرہ کو ضائع کر دینا واقع ہوتا ہو۔ آپ ہی جیسے اہل فضل و علم کا کام ہے۔ ؎ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ پس دیکھئے کہ آپ کی ایسی ہی تحریروں نے سرحدی لوگوں اور ہز ہائینس امیر کابل کو قتل نفوس زکیہ پر آمادہ کیا ہے کیونکہ جس مسئلہ کو وہاں کے عوام اور جہلا مسلمانوں نے مطابق اپنے خیال کے ... یا یا اس کا قائل آپ کے اور ان کے نزدیک واجب القتل ہو گیا حالانکہ وہ مسئلہ کتاب و سنت صحیحہ کا لب لباب ہے۔ جیسا کہ ما نحن فیہ میں محض خلاف واقع خلاف الزام تو مین عقیدہ عیسٰے کا اپنے خیال میں لگا کر قتل نفوس زکیہ کا فتویٰ آپ نے لگا دیا اب فرمایئے کہ نقض امن عامہ خلائق کا آپ کیطرف سے واقع ہوا یا کسی اور کی طرف سے۔ بینوا توجروا۔ ہز ہائینس امیر تو آپ کے نزدیک شاید کسیقدر اس جرم قتل سے دنیا میں بری ہی ہو جاوے تو ہو جاوے مگر آپ اس اعتراض سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو آپ لوگوں کے فتویٰ کا تابع ہے نہ متبوع۔ پس اسی لئے مترجم انگریزی نے آپ کے منشار کے بموجب صرف دعویٰ نبوت کو ہی داخل سبب قتل کا کر دیا ہے پھر آپ خواہ مخواہ اس کی شکایت کیوں فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ منشار نہیں ہے تو ضرور ہے بالضرور بہت جلد اس غلطی کا ازالہ سول ملٹری سے بہت جلد کرایا جاوے کیونکہ مسئلہ قتل مومن کا فتویٰ نہایت نازک ہے۔ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدا فیہا۔ الایۃ

استفسار چہارم۔ آپ کا مضمون کفر و کا فر مندرجہ جلد چہارم اشاعۃ السنہ نمبر ۳ اور نیز ریویو براہین احمدیہ مندرجہ جلد ہفتم اشاعۃ السنۃ۔ اگر ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کو کفر و وجوب قتل سے بچاتا ہے اور بموجب آپ کے اقرار کے حضرت مرزا صاحب کو ہی سابق میں اسی مضمون نے بچایا تھا مگر اب یہ استفسار آپ سے ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے تو سالہا سال ہو گئے۔ کہ صدہا اشتہارات ہیں اور نیز بدر کے اول ہی سر لوح پر ہر ایک ہفتہ میں بضمن درس شرایط بیعت اور بضمن اشتہار اپنی مذہب حقہ اسلامی کے تمام دنیا میں نظم و نثر میں اشتہار دیا جاتا ہے اور نظم کا اول شعر یہ ہے ؎ ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفےٰ مارا امام و پیشوا۔ اور آخری شعر ان ۱۲ اشعار کا یہ ہے کہ ؎ یکقدم دوری ازاں عالیجناب۔ نزد ما کفر ست و خسران و تباب۔ اور پھر ہر ایک اس کے شعر میں اتباع کتاب و سنت کو ہی اپنی مذہب کا مرکز اور دارو مدار نجات کا قرار دیا گیا ہے اور ہماری طرف سے ہر ایک رسالہ اور کتاب میں بھی بدلایل قاہرہ اس امر کو ثابت کیا گیا ہے جس کا جواب جناب سے ابھی تک نہیں ہو سکا پھر بہذا اس کی کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب تو باوجود اسکی کہ ابھی تک ہیں رسول رحمۃ للعالمین و عیسٰی نبی حدا وغیرہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں اور ... بموجب آپ کے اقرار کے کوئی تاویل بھی انہوں نے اسکی نہیں کی وہ تو آپ کے نزدیک سچے مسلمان ہو گئے اور حضرت مرزا صاحب باوجود اعلان کرنے مرادات صحیحہ اور بیان مذکورہ بالا کے مرتد واجب القتل ہو گئے اگرچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کے لئے بھی بطور نسیہ واجب القتل ہونیکا فتویٰ عطا فرما دیا ہے مگر استفسار تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ عذر آیندہ کو کریں وہ تو آپ کے نزدیک مقبول ہو جائیگا اور حضرت مرزا صاحب کیطرف سے جو دلایل قاہرہ کتاب و سنت کی اور نشانہائے آسمانی اور وجوہ موجہ عقلی و نقلی حقیت اپنی دعاوی کی نسبت پیش کرنے کے اور باوجود اشتہار و اعلان اس قسم کے مضامین کے۔ ؎ آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست۔ بادہ عرفان ما از جام اوست۔ آں رسولے کش محمد ہست نام۔ دامن پاکش بدست ما مدام۔ مہر او با شیر شد اندر بدن۔ جان شد و با جان بدر خواہد شدن۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت را بروشد اختتام۔ ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست۔ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست۔ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم۔ وغیرہ وغیرہ یہ مرتد اور واجب القتل ہیں۔ و نعم ما قیل ؎ چوں دیدہ قاضی بدل رشوت قرار۔ کے شناسد ظالم از مظلوم زار ؎ چوں قلم در دست غدارے فتاد۔ لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

استفسار پنجم۔ آپ فرماتے ہیں کہ چراغ الدین جمونی کی طرح اگر ڈاکٹر صاحب مرتد ہو جاویں تو یہ سب آپ ہی کی فیض تقلید سے ہے یعنی مطلب یہ کہ مرزا صاحب ان دعاوی کے بانی ہوتے اور نہ یہ لوگ مرتد ہو جاتے یہاں پر صرف یہ استفسار ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ وغیرہ جو مدعی نبوت ہو کر ہلاک و تباہ ہو گئے کیا آنحضرت صلعم کے دعاوی کی حقیقت

دیکھا کر فوقتاً دنیا میں ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو ان سب مرتدین کے دعاوی جو بعد دعوی نبوۃ خاتم النبیین کے واقع ہوئی ہیں کیس کی فیض تقلید سے تھی اگر حضرت صلعم کی فیض تقلید کی تھی تو یہ تقلید تو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایۃ کے مصداق تھے وہ بیچارے ہلاک اور تباہ کیوں ہو گئے جسم نبی کریم کی یوماً فیوماً ترقی مالی ہوئی ہی اسیطرح انکی ترقی ہوتی اور اگر اس ارتداد کا سبب کچھ اور تھا یعنی وساوس شیطانی بسبب حسد و بغض و حرص و تحصیل جاہ وغیرہ کے۔ تو پھر یہاں بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیجئے کیونکہ یہاں پر بھی ویسا ہی حال شبر بشبر واقع ہوا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ۔ دیکھو کتاب حقیقۃ الوحی کو۔ استفسار ششم۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے سابق میں کسی اپنی تحریر یا تقریر زبانی میں تصریح اس عقیدہ پر اپنے اکاذیبات ظاہر نہیں فرمایا کہ حضرت مسیح بن مریم اور ان کے رفیق امام مہدی علیہما الصلوٰۃ والسلام اگر تلوار چلادیں گے مگر آپ نے تو اشاعۃ میں اس کا رد بھی نہیں فرمایا اور چونکہ آپ ایڈووکیٹ یا وکیل ان علمار اور نیز ان عوام کے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ یہ عقیدہ رکھتے تھے یا اب رکھتے ہیں اور انہیں علمار اور عوام کی ہوا ہیر آپ نے فتویٰ کفر پر ثبت کرائی تھیں تو اس وکالت سے بھی ایسی یہ مفہوم ہو نار ہا کہ آپ کا بھی عقیدہ پرانا ہے مگر اب تو راز کھل گیا اور آپ نے ہمارا اصل الاصول کا مذہب اختیار فرمالیا گویہ تامل بسیار کی ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ ہر چہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از تامل بسیار۔ پس چونکہ آپ اس عقیدہ مہدی خونی سے انکاری فرماتے ہیں تو اب ہم کو آپ سے اس بارہ میں بحث کرنا بھی ضروری نہیں ہے مگر یہ استفسار ہفتم ضروری ہے کہ آپ اور نیز ڈاکٹر صاحب بھی ضرور بالضرور واضح طور پر اپنا عقیدہ حضرت مسیح بن مریم موعود کی نسبت اور خوب واضح طور پر تحریر کر دیویں کہ آیا آپ کے نزدیک مسیح بن مریم اسرائیلی اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر بقید حیات اب تک زندہ موجود ہیں اور اسی جسم عنصری سے کسی زمانہ آخری میں نزول فرما کر اسلام کی اشاعت اور تائید فرماویں گے اور آیا ابھی تک اُن کے جسم اور جسمانی حالتوں میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں آیا الان کما کان کے مصداق ہیں یا کیا جو کچھ آپ کا اور نیز ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ اس بارہ میں ہو اس کو واضح طور پر تحریر فرما دیویں تاکہ آیندہ گفتگو میں غلط مبحث واقع نہ ہو اور طوالت موجب ملالت ناظرین نہ ہو جاوے حضرت امام مہدی کی نسبت تو آپ نے ظاہر کر ہی دیا ہے کہ وہ اگر جہاد کریں گے بلکہ نشانہائے آسمانی سے دین اسلام کی تائید کریں گے فنعم الوفاق اور آپ توہم سے اس بارہ میں احادیث صحیحہ بشرایط مندرجہ خط تحریر فرماتے ہیں وہ تو محض عکس القضیہ ہے جس کے لئے ایک کتاب حقیقۃ المہدی کا کیا ذکر ہے ۲۵ یا ۲۶ سال سے صدہا اشتہار اور رسایل و کتب ہماری طرف سے تمام دنیا میں اسی مسئلہ کی تحقیقات میں شایع ہو چکی ہیں یہ تو خیال آپ کا سابق میں ہو گا یا آپ کے ان لوگوں کا خیال ہے جو ولیضعن الجزیۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ لا یقبل الا الاسلام او القتل ھکذا قالہ الخطابی سراج وہاج مصنفہ حضرت نواب صاحب جو آپ کے نزدیک مجدد بھی ہے چونکہ اس زمانہ امن و آسایش گورنمنٹ عالیہ دام اقبالہا میں ایسا اعتقاد باطل خلاف تعلیم الاسلام اور ضد آیات قرآنی کا تھا اور یہ اعتقاد مذہب اسلام میں داخل ہو چلا تھا دیکھو اس قسم کی روایات غلط اکثر کتب لوگوں میں مندرج ہو گئیں مثلاً یہ روایت ابو ہریرہ کی کہ سمعت رسول اللہ صلعم و ذکر الھند لکم جیش یفتح اللہ علیہم حتی یاتوا بملوکہم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبہم فینصرفون حین ینصرفوا فیجدون ابن مریم بالشام اخرجہ نعیم بن حماد۔ سوایں جرم است در آنکہ مراد غزوہ ہند در زمان مہدی عیسےٰ علیہما السلام است الی قولہ پس شبہ نیست کہ مراد بدال غزوہ آخرین ہند است کہ در آں ملوک ور اگرفتار کردہ بیارند چنیں غزوہ تاحال نشان نداد اند پس متعین شد کہ وقوع آں در آخر زمان خواہد شد والعلم۔ پھر اس کے آگے یہ روایت بھی موجود ہے مسلم از مستورد روایت کردہ کہ فرمودہ رسول خدا صلعم برپا شود قیامت و باشند روم بیشتر ساز ہمہ کس مراد بروم در بیجا نصرانیاند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر روئے زمین گردند مصداق ایں خبر از مدت یکصد سال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود است و در رسالہ حشریہ نوشتہ چوں جملہ علامات حاصل شود قوم تار غلبہ کنند۔ و بر ملکہا بسیار متصرف شوند انتہی حجج الکرامۃ ص ۳۴۳ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ یہ روایت کیسی خوش آیند اور موجب نقض امن عامہ خلائق کی تھی جسکی بنا پر آپ کے طرفدار علماء مخالفین ہمارے ابتک اس کے منتظر معتقد ہیں اور ایسی ہی مہدی کے لئے وہ روایت جو اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۴ میں لکھی ہوئی ہے پس تمام روئے زمین بقبضہ اقتدار مہدی علیہ السلام آمدہ و اسلام قرار گیرد و گردن انداز د و جمیع ملوک ارض ہمہ اطاعتش کنند و لشکرے بر ہندوستان فرستد

... یہی ہو جاویگی ... خوش ہو کر برآید یک کرشمہ دو کار۔ اور واضح ہو کہ خاکسار نے دو کارڈ آپ کی خدمت میں روانہ کئے ہیں لیکن خاکسار کے پاس ان کا اب میں کوئی خط یا کارڈ نہیں آیا اور طلب ... کیا گیا

قابل توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

(وکیل قمطراز ہے) کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال و اسباب بذریعہ گوڈس ٹرین کہیں روانہ کرنا ہو تو انہیں بک کراتے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے اُن کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اول تو اُن کا یہ کام مقررہ معاوضہ میں دلالوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو روز مرہ کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بچارے کی شامت ہی آجاتی ہے۔ سب سے پہلے تو اس کو یہ مرحلہ پیش آتا ہے کہ جس لائن پر اُس کا مال جانا ہے اُس کا بکنگ آفس کونسا ہے اور کونسے کانٹے پر مال وزن کرنے کو رکھنا چاہیے؟ یہ غریب ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے موںہ سے بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے۔ شرح محصول بتانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چیک کرنیوالے۔ اگر بیڈ پیٹا ہو تو محصول لینے والے۔ غرض قریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فراخدلی و حکمت کو کام فرماتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض تو موںہ پہوڑ کر کھلم کھلا نذر بھینٹ کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر نہ دیجائے تو جان جان کے کام میں ڈہیل ڈالتے اور دیر پیدا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے کمپنی تنخواہیں نہیں دیتی جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں۔ یا پبلک وہی محصول ادا نہیں کرتی جو ریلوے کا حق ہے اگر انہیں اپنا حق الخدمت ملتا ہے اور لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر اس سے روانگی مال کا کام لیتے ہیں تو پھر اس اندھیر کہاتہ کی کیا وجہ؟ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان صیغہ کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکہیں اور غریب پبلک سے رشوت کہانے یا اُسے دق کرنیوالوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ اس قماش کے بددیانت اور ناانصاف ملازم بزبان پبلک ہی کے حق میں بُرے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی مخدوم ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے۔ یعنی جب وہ ناجائز جلب منفعت کو روا ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کا فائدہ یا نقصان ہو۔ اُن کو ہر حال میں اپنا اُلو سیدھا کرنیسے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی نذرانہ نہ ملنے کے باعث اپنے معمولی فرایض تک کی انجام دہی تک نخرے کرتے ہیں۔ تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کر دینے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت سے وہی چلتے پرزے فائدہ اٹہاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بددیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ چلو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں اس سے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی ورنہ سیدھے سادے بہلے مانس اور ایماندار لوگ تو نہ دوسروں کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ اور نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرسکتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکہتے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتے الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اور بغیر اس کے کہ ہمیں مختلف مقامی شکایات پر پتہ وار اور بقید تاریخ روشنی ڈالنی پڑے۔ گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بددیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہ و ہدایت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

کیا یہ امر واقعی ہے کہ ہیڈ (پوسٹ) آفس امرتسر میں تقسیم کام کا کوارٹرلی (سہ ماہی وار) نقشہ ایک حد تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں کہانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکہانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی۔ ایم جی بہادر ڈاکخانجات پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جلدی ہی اور بسہولت پتہ لگ جائے گا کہ گو سہ ماہی جدول میں حسب معمول مختلف صیغہ ہائے ڈاک یعنی پارسل، برانچ سیونگ بینک اور ڈلیوری وغیرہ وغیرہ کے کلرک انچارج ادلتے بدلتے دکہلائے جاتے ہوں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ کام کی وقت و سہولت کے لحاظ سے باختیار انچارجیز کے بعض فیورٹ کلرک مدت سے ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جب یہ فیکٹ تصدیق ہو جائے تو خواہ مخواہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا اُن موںہ لگے منظور نظر ماتحتوں کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر برانچوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں۔ اور اپنی باری میں نسبتاً شاقہ محنت کی بھی ڈیوٹی بھگتائیں اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی کبھی آسان ڈیوٹی پر بھی لگا دیئے جایا کریں۔ اور انکی واقفیت و تجربہ سے بالکل بے بہرہ نہ رہیں۔ حالت موجودہ میں ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب ایسے ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرایض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری باقاعدگی و عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہیں ہمیں اس بارہ میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں انہیں ابھی اس خیال سے محفوظ رکھتے ہیں کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے امید ہے کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر اور نیز پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائیں گے۔ (وکیل)

کابل میں ہیضہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریاست کابل میں ایک عام موت کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کس رنگ میں اور کس صورت میں پوری ہوگی مگر جو تازہ خبریں کابل سے آئی ہیں وہ وہاں سخت تشویشناک ہیضہ کے پہیل جانے کی مظہر ہیں۔ ان خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہاں ہیضہ کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں خصوصاً اس ماہ میں بعض مقامات کا تو ایسا صفایا ہو گیا کہ بمشکل پورے گاؤں میں ایک مکان بھی ایسا دکہائی دے گا جسمیں کوئی موت نہ ہوئی ہو۔ گو دولت افغانستان میں ڈاکٹری علاج اب معقول ہوتا جاتا ہے جابجا ہسپتال بن رہے ہیں پہر بھی بہت دور دراز کے مقام ایسے بھی ہیں جہاں حفظ صحت کا پورا انتظام نہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ جاہل افغان انگریزی ادویہ کا استعمال مذہباً ممنوع سمجھتے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور اس تشویش کو دور کرے۔ اصل ادہ

سچی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب بلا وجہ نہیں آیا کرتے ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پر غور کرنا چاہئیے اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت اور سچی تبدیلی ہی عذاب الٰہی کو ٹال سکتی ہے اگر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہی وقت ہے جو ان الفاظ میں کی گئی ہے

ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مر گئے

تو یہ بہت خطرہ کا مقام ہے۔

مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب

(نمبر ۱)

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے تازہ الہامات الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کئے جا چکے ہیں ان الہامات کی بنا پر ڈاکٹر موصوف نے کھلے الفاظ میں مسیح اور مرسل۔ رحمۃ للعالمین ہونیکا دعویٰ کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں؟ اس نوٹ کا نکلنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب سراز پا نشناختہ دیوانہ وار پیسہ اخبار میں اسکی تردید کے لئے دوڑے چنانچہ ۱۵ اگست ۱۹۰۸ء کے روزانہ میں ایک مضمون بعنوان

مرزائیوں کا ایک نیا جھوٹ اور نئی چالاکی

شایع کرا دیا۔ اور وہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی کیا ہے؟ یہ کہ دعویٰ رسالت کا مدعی عبد الحکیم خاں قرار دیا اور کہا کہ اس نے مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے

اس امر کا فیصلہ تو اب ہم پبلک خود کرلیگی کہ یہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی یا تو مرتد ڈاکٹر کی ہے یا اس کے قرین شیطان القرین کی جس نے اس کو یہ الہام کیا

دجّالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

جو شخص پبلک میں یہ الہام پیش کرتا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ پبلک اس کی بنا پر اسے مسیح سمجھے ہاں اگر اس نے اس الہام کے پیش کرنے میں جھوٹ بولا ہے تو یقیناً

وہ جھوٹا مسیح اور مسخرا دجّال ہے

جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتا اور من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا کا مصداق ہے۔ جس حال میں وہ کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا مسیح اور مرسل کہتا ہے پھر ہمیں بتائے یا دوسرے احمدیوں نے کیا جھوٹ بولا اور کیا چالاکی کی جو اس نے یہ افترا ہم پر کیا اس جھوٹ کی لعنت کا مستحق اگر کوئی ہے تو وہی

مسیح کاذب ہے

جو پہلے ایک الہام پیش کرتا ہے اور جب اس پر اعتراض ہوتا ہے تو اس پر دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اسی پر ستے پر تا پانی

۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء کا وہ خط (جسکی بنا پر میں نے شایع کیا تھا) پیسہ اخبار میں بھی چھپا ہے اور اس میں

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(۲) انک لمن المرسلین

(۳) انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم

(۴) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیۃ

یہ الہامات چھاپے گئے ہیں۔ کیا ان الہامات کو پڑھکر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ مرتد ڈاکٹر کھلے الفاظ میں مرسل اور مسیح۔ بشیر و نذیر۔ رحمۃ للعالمین ہونے کا مدعی ہے۔

ان الہامات کی تشریح کے لئے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کسی پہلے خط کے ایک نوٹ کا حوالہ دیتا ہے (کہ اس میں میں نے لکھا تھا کہ جیسا مسلمان اپنی اولاد کا نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھدیا کرتے ہیں نہ کہ میں مسیح یا امام ہوں)

مرتد ڈاکٹر کی دانشمندی اور دیانتداری کو اس موقعہ پر دیکھنا چاہئیے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا نام خدا نے اگر مسیح رکھا ہے تو اسی طرز پر رکھا ہے جسطرح ماں باپ اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر رکھدیتے ہیں۔ بہت خوب!

مگر ڈاکٹر صاحب! کاش اس نوٹ کے دیتے وقت آپ اگر خدا ترسی سے نہیں تو عقل ہی سے کام لیتے کیا ہم لوگ جو اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں تو یونہی انہیں بے حقیقت سمجھکر رکھدیتے ہیں یا ہمیں کوئی غرض اور مقصد بھی ہوتا ہے؟ صاف طور پر ماننا پڑیگا کہ ماں باپ یُمن اور برکت کے لئے وہ نام رکھتے ہیں اور انکی غرض اور منشا یہ ہوتا ہے کہ انمیں بھی وہ صفات اور حسنات پیدا ہوں یہ منشا انکی ہرگز نہیں ہوتی کہ نام تو موسیٰ رکھا جاوے اور اس میں شمایل فرعونیت پیدا ہوں یا نام تو عیسیٰ رکھا جاوے مگر وہ پورا دجّال ہو۔ لیکن چونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہوتے ہیں اس لئے بسا اوقات وہ نام اسم بامسمّیٰ نہیں ہوا کرتے ایک کا نام خالد رکھا جاتا ہے مگر وہ تمام سے بھی پہلے ہی مرجاتا ہے ایک کا نام عبد الحکیم رکھا جاتا ہے مگر وہ نراکودن اور شیطان رجیم ہوجاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے وہ جب اپنے بندے کو کسی نام سے پکارتا ہے تو وہ اسم بامسمّیٰ ہوتا ہے اس کے اندر اس نام کے شمایل اور صفات موجود ہوتے ہیں جب وہ کسی کو کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فی الحقیقت وہ محمد ہی ہوتا ہے اس کا کوئی قول اور فعل حرکت و ادا ایسی نہیں ہوتی کہ اسپر حرف آسکے جب وہ کسی کو مسیح یا عیسیٰ کہکر پکارتا ہے تو مسیحی شمایل اور عیسوی خصایل سے متصف ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی کو کہے کہ تو مسیح ہے مگر وہ

دجّال ہو

اگر آپ کا نام خدا تعالیٰ نے اس نوعیت سے رکھا ہے تو پھر مرتد ڈاکٹر کے

کانے دجّال

ہونے میں شبہ نہیں لیکن عالم الغیب خدا نے مسیح کرکے پکارا ہے تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو خدا کو آپ ایسا مانا ہے کہ اسے بھی آپ کے والد ماجد کی طرح کوئی خبر نہیں اور یا آپ کا یہ عذر

عذر لنگ اور نرا جھوٹ ہے

علاوہ بریں قابل غور یہ امر ہے کہ اگر ان الہامات کے اندر کوئی حقیقت نہیں بجز الفاظ پرستی ہی ہے تو پھر یہ آیات جب پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے جلیل القدر رسول انبیاء علیہم السلام کے سرتاج نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تہیں کیا اسوقت بھی یہ بے حقیقت تہیں اور صرف نام وحی ہوئی ہیں؟ اگر مرتد ڈاکٹر کا یہ عقیدہ ہے تو یہ اور بھی

خطرناک ہے

کیونکہ یہ آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر زبردست دلایل ہیں مگر مرتد ڈاکٹر کے اس بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان نہیں رکھتا اور نہ خدا تعالیٰ کی اس جلیل الشان وحی پر ایمان لاتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر اس کا استخفاف نہ کرتا۔

صادق اور کاذب میں یہی تو امتیاز ہے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اس کا مامور اور مرسل جب یہ کہتا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی مجھپر وحی ہوئی ہے تو اس سے وہ وہی معنے لیتا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے مرسل اور نبی پر اس وحی کے اترتے وقت تھے اور جب اسپر کوئی آیت اترتی ہے اور اس کا نام داؤد یا موسیٰ یا احمد یا عیسیٰ رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ نے

میرا یہ نام رکھا ہے اور اس نام رکھنے میں وہ مجھے شان موسوی یا عیسوی یا محمدی کا
بروز اور مظہر ٹھہراتا ہے وہ کبھی نہیں کہتا کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں سرسری طور پر
یہ نام رکھدیا ہے۔ مگر برخلاف اس کے کاذب کہتا ہے کہ اس میں کوئی
حقیقت نہیں تو کیا پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ

خدا تعالیٰ ایک لغو کام کر رہا ہے

ایک شخص کا نام عیسیٰ رکھتا ہے بحالیکہ وہ عیسوی شمائل سے محض معرا اور بے نصیب ہے
ایک کو کہتا ہے انک لمن المرسلین مگر یہ محض (معاذ اللہ) ہزل ہے وہ رسول
نہیں اور رسالت کے منصب سے اس کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اسے کہتا ہے
کہ تو بشیر و نذیر ہے مگر تبشیر و انذار کا کوئی کام اسے نہیں دیا گیا۔ اب مرتد ڈاکٹر
یا کاذب مسیح بتائے کہ اگر اس کے الہامات اسی قبیل اور قسم کے ہیں تو پھر ان سے
کیا فائدہ؟ اور انکی اشاعت سے کیا مقصد؟
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ڈاکٹر خدا تعالیٰ کے کلام پر ہنسی کرتا اور اسے
ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے مگر یہ احمقانہ خیال ہے یاد رکھو

خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا

مرتد ڈاکٹر پر یہ زبردست سوال ہے اور اس کا جواب دینا اس کے لئے موت سے کم نہ ہوگا

پھر

ایک اور رنگ میں میں مرتد ڈاکٹر کے الہامات پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔
مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

اب جبکہ انک لمن المرسلین کے الہام پر اعتراض ہوتا ہے تو کہدیتا ہے کہ اس سے ادعائے
رسالت نہیں پایا جاتا یہ صرف وعدہ حفاظت ہے مگر مندرجہ بالا الہام کے لئے
کہتا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس الہام سے ایک جز دجال
تو ایک غیر پر چسپاں کرکے اسے دجال موعود قرار دیتا ہے مگر بالمقابل
مسیح کے لئے کہتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں یہ عجیب الہام

ادھا تیتر ادھا بٹیر

کا مصداق ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ تو اپنے اصلی اور صحیح معنوں میں لیا جاتا ہے اور
دوسرا خیالی اور فرضی اس سے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کے عقیدہ

نزول مسیح

کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اسے صاف طور پر اپنے عقیدہ نزول مسیح کو ظاہر کرنا چاہئے
کہ آیا وہ وفات مسیح کا قائل ہے یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکا عقیدہ رکھتا۔ اور کیا وہ مانتا ہے کہ
مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا یا نازل ہونیوالا موعود امت محمدیہ کا کوئی فرد کامل ہوگا۔
اسکے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تاویلات پر بھی نظر ڈالی جائے جو مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب نے پیش کی ہیں
(۱) "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسکی اسقدر تعبیر ہے کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے
پاش پاش کردیا جاویگا جس نے چار لاکھ انسانوں کو ہلاک کردیا اور بیس کروڑ مسلمانوں کو خصوصاً
اور تمام عالم کو عموماً طاعون زلزلوں آتش فشانیوں اور قحطوں کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے"
اس الہام کی جو تاویل کاذب مسیح کرتا ہے وہ قابل غور ہے یہ امر تو بدیہی ہے کہ کاذب مسیح
اپنی تحریروں میں دجال سے مراد (خاکم بدہن) متقیوں کے سردار نبیوں کے موعود
اور مصداق حضرت مسیح موعود کو لیتا ہے اب اس تاویل سے دو امر تو بڑی صراحت سے ثابت ہیں۔
اول یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت چار لاکھ ہو چکی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف
چند سو آدمیوں کا گروہ ہے وہ کاذب مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں۔
دوم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے عذاب الٰہی کی پیشگوئیوں کی عام تبلیغ کردی ہے جبکہ وہ خود
تسلیم کرتا ہے پھر کیسے شرم کی بات ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو اعتراض
کردیتا ہے کہ وہاں تبلیغ نہیں ہوئی دروغگو را حافظہ نباشد۔ یہ تو ضمنی باتیں تھیں۔ مرتد ڈاکٹر
کہتا ہے کہ طاعون۔ زلزلہ وغیرہ کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مگر ذرا غور طلب امر تو یہ ہے کہ
وہ واقعات پورے بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانی اور قحط نے اہل دنیا
پر ثابت کیا یا نہیں کہ جسطرح قبل از وقت کہا گیا تھا پورا ہوا؟ علاوہ بریں اسے

مسیح کاذب!

ذرا سوچکر بتا کہ طاعون۔ زلزلہ۔ آتش فشانیاں اور قحط یہ مسیح موعود کیلئے
نشانات مقرر کئے گئے ہیں یا دجال کے لئے۔
تیری تفسیر سازی اور الہام بازی کی ساری قلعی اس ایک بات سے کھلتی ہے اور تیرے علم و معرفت کا پردہ فاش
ہوتا ہے۔ یہ نشانات بالاتفاق مسیح موعود کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی سے خبر پاکر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں اور جسکو تو دجال کہتا ہے اسی کی تائید میں یہ نشانات پورے ہوتے ہیں

اب

اے عقل کے اندھے اور دین کے دشمن بتا کہ دجال تو ہے یا مسیح موعود؟

طعنہ بر خوباں بہ ایں روئے سیاہ

اگر کچھ بھی شرم اور حیا تجھ میں ہوتی اور فی الحقیقت تو کانا دجال نہ ہوتا تو اس موٹی سی بات
کو سمجھ لیتا۔ مگر تیری دین کی آنکھ پھوٹ گئی ہے جو کام تو دجال کیلئے فرض کرتا ہے وہی تو مسیح موعود کا
کرتا ہے اور اسے حقائق و معارف یقین کرتا ہے کیا خدا بھی ہوا گیا کہ وہ مسیح موعود کے نشانات
دجال کے ہاتھ پر دکھانے لگا اور اس نے ایسا مشتبہ کردیا کہ باطل کو حق کردیا اگر
یہ بات ہے پھر تو کیا تیرا باپ اور تیرے اسلاف بھی اس حق کو نہیں مٹا سکتے

وہ خود چور چور ہوگا جو اس حق کے پہاڑ سے ٹکرائیگا

کیا اس شیخی پر تو اس سلسلہ حقہ کو تباہ کرنیکا دعویٰ کرتا ہے تجھسے پہلے کتنے ایسے جھوٹوں نے
یہ دعویٰ کیا اور تیری طرح الہام کی بنا پر دعویٰ کیا کیا تو بتا سکتا ہے؟ وہ ڈوئی مسیح کا دعویدار
کہاں ہے جسنے کہا تھا کہ مجھے دجال کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور بعد ازاں اسکو
دابۃ الارض (طاعون) نے ہلاک کردیا اسکی موت نے تمہیں آگاہ کیا مگر تم نے اسکی قدر نہ کی!
پھر عصائے موسیٰ لیکر لاہوری بھی اٹھا جانتے ہو اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ تمہارا واجب الاحترام بزرگ جو
وہ فرعون کو (جو فی الحقیقت راستبازوں کا سردار اور مقبولوں کا امام اور بلاشبہ

انت منی بمنزلۃ موسیٰ

کا صحیح مصداق اور مخاطب تھا) ہلاک کرنیکا دعویٰ کرکے نکلا مگر خود ہی موسوی جلال کے سامنے
دنیا سے اٹھ گیا۔ اب جمونی اور لاہوری ٹھوکر کھا گئے۔ یہ تو بیٹھا ہے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش
کرنیکا مدعی ہے خدا تعالیٰ کی قہری تجلی جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے خود فیصلہ کریگی

کہ حق و حکمت کے ساتھ کون اترا ہے

پس دجال تیرا یہ الہام یا تو بالکل جھوٹا ہے اور یا تو محض خوف تکفیر سے اسکی الٹی تاویل کرتا ہے
دونوں صورتوں میں تو جھوٹا اور کاذب ہے اور اس لحاظ سے کانا دجال ہے۔
کیونکہ صادق مومن جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا
اور کسی تکفیر یا مصیبت سے ہرگز نہیں ڈرتا ولنعم ما قیل
کجا غوغائے شاں بر خاطر من دخلے دارد * کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

(باقی آئندہ)

خدا کی تازہ وحی

قریباً ۸ اگست ۱۹۰۷ء (۱) شرفنا بکلام منا۔ ترجمہ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا۔
(۲) شرفنا باکرام منا ترجمہ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا (۳) سلام
(۴) انی مبشر ترجمہ میں بشارت دینے والا ہوں (۵) ان اللہ معنا۔
ترجمہ خدا ہمارے ساتھ ہے (۶) انی مع اللہ۔ ترجمہ میں خدا کے ساتھ ہوں

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیاں

طرف سے پاک جو مخفی جلی ہے
اوسی کی ہر طرف جلوہ گری ہے

صفات وذات میں ہے وہ نرالا
عجب اوس کی ہر اک صنعت گری ہے

دکھاتا ہے وہ اپنی جلوہ گریاں
دوئی میں جلوہ گر یکتائی ہی ہے

ہمیشہ اوسکو زیبا ہے نئی شاں
کہ بھید اوسکی ہر جلوہ گری ہے

عجب نیرنگ ہیں اوسکے جہانمیں
کہیں غم ہے کہیں شادی رچی ہے

کبھی سرسبز باغ وبوستان ہے
کبھی باد خزاں اوس پر چلی ہے

اسی ڈھب سے جہانمیں سنت اللہ
جو نیچا ہے کبھی اونچا کبھی ہے

یونہی قدرت نمائی ہے خدا کی
یونہی زیب جہاں ہوتی رہی ہے

خزاں سے باغ بے رونق ہوگیا جب
بہار اللہ نے پھر بھیجدی ہے

ہوا جب باغ دین رونق سے خالی
نبی بھیج آبیاری اوسکی کی ہے

پھر اوسمیں تازگی کی روح پھونکی
سرنو اُس کو سرسبزی ہوئی ہے

ہوا تاریک جب آخر زمانہ
تو بھیجا اوس نے وہ برتر نبی ہے

جو سردار گروہ انبیا ہے
طفیل اوس کے یہ سب خلقت ہوئی ہے

محمد مصطفٰے حق کا پیارا
امام دوسرا شاہ جری ہے

جہاں میں جس نے پکڑا اوسکا دامن
دو عالم کی اوسے دولت ملی ہے

بہت سے جانشین اوسکے ہوئے ہیں
حمایت دین کی ان سبنے کی ہے

پھر آیا جبکہ دجالی زمانہ
تو کفر و شرک کی نوبت بجی ہے

مسلمان ہوگئے کمزور وبزدل
طلب دنیا کی اونمیں بڑھگئی ہے

روے کب حملۂ دجال ان سے
نہ انمیں دین کی طاقت رہی ہے

خدا نے خود حمایت دین کی کی
کہ حامی دین کا اللہ ہی ہے

بروزی رنگ میں احمد کو بھیجا
قلم کی اوس کو اک تلوار دی ہے

جری اللہ جب میدان میں آیا
صف دجال برہم ہوگئی ہے

سراسیمہ ہے وہ حیران ومضطر
اور اوسکی قوم میں ہلچل مچی ہے

صلیبی بت کو پہلے اوس نے توڑا
جو عالم میں بڑی جبر [illegible] ہے

کیا ثابت کہ عیسٰے ہوگئے فوت
صلیب و قتل سے جاں بچ گئی ہے

یہودی خو مسلمانوں کو اس سے
بڑی ہی حیرت و رنجش ہوئی ہے

ہوئے وہ حامی دجال دل سے
خصومت حامیان دین سے کی ہے

مچایا ہے بہت کچھ شور وغوغا
سراسر اونکی یہ بدقسمتی ہے

پھرے ہیں سید کونین سے وہ
یہ حالت اونکے دین اسلام کی ہے

غضب جو مہدی آخر زماں ہے
اوسے بدقسمتوں نے تیغ دی ہے

مسیح خلق جو اللہ سے ہے
مریقیوں کو اوسی سے دشمنی ہے

مدد دینا جسے تھا فرض اون کا
خصومت اوسکی دل میں پال لی ہے

تعجب ہے بڑی حیرت کی ہے بات
مسلماں تو نہیں خوے کافری ہے

زباں پہ کلمہ اور انکار دل میں
منافق کی صفت یاد دی ہے

اونہیں انصار بننا چاہیے تھا
کہ قرآں میں صفت انصار کی ہے

مدد جسنے رسول اللہ کی کی
خدا کی اوسپہ کیا رحمت ہوئی ہے

جو عاقل ہوتے حصہ اس سے لیتے
یہ نادانی سے لعنت مول لی ہے

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی کرو ہوش
کہ توبہ کی ابھی کھڑکی کھلی ہے

بھلا جب باب توبہ ہوگیا بند
تو اس دم دوستو مشکل بڑی ہے

خدا کے واسطے کچھ ہوش کیجو
یہ کیسی نفس پر غارت گری ہے

تمہاری آنکھ کھل جائے گی جب
تڑپ یہ قلب میں کیسی بھری ہے

بریلی کا بڑا صدمہ ہے مجھکو
بڑی اس شہر کی بدقسمتی ہے

کوئی اوس شہر میں زندہ نہ نکلا
وہ بستی مثل گورستان کی ہے

وجود اون کا ہی اک مثل عدم ہے
اگر دو ایک سے جنبش ہی کی ہے

کہاں جاکر بخار دل نکالوں
کہوں کیا جو مجھے درد دلی ہے

خدایا رحم کر بندوں پہ اپنے
غضب سے تو تری رحمت بڑی ہے

خطائیں بخش دے یارب ہماری
سیاہی جرم کی دل پر چڑھی ہے

ہٹادے آنکھ سے ظلمت کے پردے
یہی ہر وقت تجھسے لو لگی ہے

حقیقت کیا گناہوں کی ہمارے
کہ بیحد تجھکو یارب ارحمی ہے

ترے بندے نہ ضائع ہوں خدایا
اگرچہ اونمیں اب غفلت بھری ہے

تو کر مردوں کو زندہ یا الٰہی
تو قادر ہے صفت محیی تری ہے

بریلی قادیاں ہوجائے یارب
دعا تجھسے یہی یارب مری ہے

اویس اوس کے قدم کی خاک ہوجا
کہ خاک پا میں اوس کی روشنی ہے

انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ

ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے قرآن مجید کے لئے انگریزی ترجمہ کا سوال ایسا سوال نہیں جو آج پہلے ہی روز پیش ہوا ہو ہاں اسمیں کلام نہیں کہ یہ سوال قوم کے ادعائی ریفارمروں حمایت اسلام کی مجلسوں میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بارہا اٹھایا گیا اور شائد نہیں یقیناً لوگوں سے اس مقصد کے لئے چندہ بھی لیا گیا مگر اصل سوال جہاں تہاں ہی رہا اور اس کا حل عمل میں آسکا اس سے یا تو یہ نتیجہ نکال لو کہ قوم میں وہ درد مند دل نہیں جو اسلام کی موجودہ حالت کا احساس کر سکے اور یا یہ کہ اس کو ضرورت حقہ سمجھا ہی نہیں گیا۔ دونوں صورتوں میں مآل واحد ہے۔ اب امریکہ سے ایک آواز آئی ہے یہ آواز مسٹر برکت اللہ بھوپالی کی ہے جو آجکل نیویارک میں ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانان ہند ایک ہزار پونڈ بشرح صدر کو بھیجدیں تو وہ مسٹر الگزینڈر رسل وب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ کر کے چھاپ دیں اور اس کو وہ یورپ اور امریکہ میں شائع کریں گے۔

بہت خوب! تجویز کے معقول یا غیر معقول ہونیکی بحث کو چھوڑ کر ضرورت کا سوال پیش آتا ہے اور جیسے بالاتفاق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے ــــ ــــ ــــ ــــ ــــ یا کم از کم ان لوگوں کے خیالات متعلق اسلام میں تبدیلی پیدا کر نیکے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ **قرآن مجید** کی سچی تعلیم سے واقفیت پیدا کریں۔ اسوقت تک جسقدر علم اہل یورپ اور امریکہ کو اسلام کے متعلق ہوا ہے اس کا مخزن اور منبع عیسائیوں کی تصانیف ہیں گو ابھی سالوں سے اس علم میں سچے اسلامی علوم کے اعلام کا بھی اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسٹر برکت اللہ اور وَب صاحب کے اسماء گرامی ایسے نہیں ہیں جو اہل ملک کیلئے بالکل اجنبی ہوں۔ وَیب صاحب نے امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کرنے کیواسطے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا مگر افسوس وہ اس کام میں ناکام رہے ہاں واپس جا کر انہوں نے نیویارک سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا اس ناکامی کے ٹیکہ کو خواہ مسلمانان ہند کے سر تھوپو یا خود وَیب صاحب کی کسی مخفی کمزوری کا نتیجہ قرار دو یہ سچی بات ہے کہ ہوئی ناکامی۔

اب مسٹر برکت اللہ کے ساتھ مل کر پھر انہوں نے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مسلمانوں سے امید رکھی ہے کہ وہ انہیں مدد دیں گے۔ اس سوال کو بھی برطرف رکھ دو کہ مسلمانان ہند روپیہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کیا وہ یہ قابلیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا حل بہت ضروری ہے جن صاحبان جرائد نے محض ایک خوش کن خبر سمجھکر اسکی تائید کی اور مسلمانان ہند کو روپیہ جمع کر دینے کی ترغیب دی ہے وہ پہلے اس کو حل کریں۔ انجمن حمایت اسلام کے ایک گذشتہ سالانہ اجلاس پر جبکہ جاپان و روس کی جنگ کے نقشے دکھائے گئے تھے میں نے ایک اہل الرائے سے اشاعت اسلام کے سوال پر پوچھا تھا کہ پہلے آپ اس کا فیصلہ کریں کہ یورپ میں یا امریکہ میں آپ کونسا اسلام پیش کریں گے کیا غیر مقلدوں کا یا مقلدوں کا؟ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خوارج کا یا معتزلہ کا وغیرہ وغیرہ تو وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا تھا۔ مسٹر وَیب اسلام کی حقیقت سے کیا واقف ہیں؟ اور انہوں نے قرآن مجید کے معارف اور حقایق سے کیا حصہ لیا ہے؟ ایسا ہی مسٹر برکت اللہ کا حال ہے

پھر جو ترجمہ یہ لوگ پیش کرینگے کیا وہ یورپ اور امریکہ پر کوئی اثر ڈال سکیگا۔ اگر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی ذات سے وہ اثر اب تک نہیں پڑا؟

میں اس امر کے اعتراف سے چارہ نہیں دیکھتا کہ انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے فاضل کی ضرورت ہے جو ایک طرف عربی زبان کی وسعت پر اگر پورا قابض نہ ہو تو ایسا تو ہو جیسے عربی زبان کا ماہر کر سکیں اور ایسا ہی انگریزی زبان میں قادر الکلام ہو اور اسکی تحریر پر پوری حکومت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق اور محبت کا پیوند رکھتا ہو۔ اور پھر اس کے دل میں اسلام کی اشاعت کا ایک جوش اور اسکی موجودہ حالت کیلئے درد سیم کی طرح بھرا ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ زکی النفس اور مطہر القلب انسان اس راہ میں پورا قدم جا سکتا ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ خود گرے گا بلکہ اوروں کو بھی گرائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمانہ کے حالات سے پورا واقف ہو اور اس کو ان اعتراضات پر پوری نظر ہو جو اس زمانہ کے ملحد۔ دہریہ۔ فلاسفر آریہ۔ عیسائی۔ سائنس دان اور دوسرے لوگ اسلام پر کرتے ہیں تاکہ جن مقامات قرآن مجید پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہاں وہ دوسروں کیلئے شمع ہدایت پیش کر سکے۔

قرآن مجید اور اسلام کی عملی سچائیوں کے اظہار اور اسکی علمی تاثیرات اور معجزات کو جسطرح خدا تعالیٰ کا مامور سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کا قلب مطہر ہوتا اور وہ براہ راست خدا سے اس کے کلام کو پڑھتا اور سمجھتا ہے۔ پس اسکی تعلیم سے اگر کوئی طیار شدہ شاگرد اس کام کو کرے تو وہ اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

میں اگر اس موقع پر ایک بزرگ کا نام لوں گا تو شائد اس کو یار فروشی کہا جائے مگر یہ حقیقت ہے اگر آج زمانہ اس سے آشنا نہیں تو ایک وقت آئیگا کہ اسے پتہ لگ جائیگا یہ بزرگ قابل قدر نوجوان **مولوی محمد علی ایم۔ اے** ہے جس نے اسلام کی حمایت اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ یورپ اور ایشیا میں اپنے قلم کا وہ سکہ بٹھایا ہے کہ خود **رسل وَیب** جیسے شخص نے اور کونٹ ٹالسٹائے جیسے فلاسفروں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ جسطرح اس رسالہ میں ظاہر کیا گیا ہے وہ دل کو اطمینان دینے والا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں رسالہ مذکورہ کے مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں اور انہیں خاص قدر سے دیکھا گیا ہے پھر یہ مضامین معمولی نہیں بلکہ ایسے اہم امورات پر ہیں جن پر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔ مثلاً دوزخ بہشت تعدد ازدواج۔ غلامی۔ جہاد۔ حفاظت قرآن کریم۔ احادیث وغیرہم

جو شخص چاہے ان رسایل میں دیکھ سکتا ہے کہ فلسفہ اسلام کو کس شان سے بیان کیا گیا ہے خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کے نام ترجمہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کام کے نہ اہل ہیں اور نہ وہ کر سکیں گے۔ اور اگر بفرض محال انہوں نے کچھ کیا تو وہ اسلام کو اس سے زیادہ بدنام کریں گے جو عیسائیوں نے کیا ہے اور یہ اسلام کیلئے اس سے زیادہ مضر ہوگا کیونکہ وہ ایک مسلمان کے قلم کا نتیجہ ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں کو اس کام میں پیشدستی کرنے سے پہلے اسکے اہل کو سوچ لینا چاہئے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام میں نے اسلئے پیش نہیں کیا کہ مسلمانان ہند انہیں اس مقصد کے لئے منتخب کریں یا انکو چندہ بھیجیں انکو نہ اسکی ضرورت نہ وہ ایسی خواہش کے پابند۔ وہ خدا تعالیٰ کے مامور کے ماتحت نہایت اخلاص اور جوش سے سالہا سال سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے جسکا محرک نہ کوئی لالچ ہے اور نہ کوئی تکلیف یا دکھ (خدا کرے وہ ہمیشہ اس سے محفوظ رہے) اسکو روک سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی تو وہ چپ چاپ یہ کام کر کے دکھا دیگا اور دنیا کو پتہ لگیگا کہ خدمت اسلام اور حمیت ملت کا جوش کسطرح ظاہر ہوا کرتا ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ جو لوگ اس کام کو ضروری سمجھتے ہیں

قوانین طب و احکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام وتمضمضوا فانه مصحة للناب والنواجذ یعنی کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو۔ کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام تمام دانتوں کے لئے موجب تندرستی ہے۔ لایبتین احدکم وفی یده غمر الطعام فان اصابه شیء فلا یلومن الا نفسه یعنی اے مسلمانو! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ سوئے کہ اس کے ہاتھ کھانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اس کے بعد اس کو کوئی تکلیف ہو جائے تو اس کو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہئے کیونکہ اس نے ہماری نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ سوتے وقت پاک صاف رہنے کیلئے فرمایا من نام علی طهارة ثم مات من لیلته مات شهیدا۔ یعنی اگر کوئی شخص رات کو پاک صاف ہو کر سو جائے اور اسی رات کو مر جائے تو وہ شہید ومیں شمار کیا جائیگا۔ الطاهر النائم کالصائم القائم یعنی جو شخص پاک صاف ہو کر سوتا ہے وہ مرتبہ کے لحاظ سے اس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔

کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سونے سے اٹھنے کے بعد بستر کو جھاڑو۔ سونے سے پہلے کھانے پینے کے برتن ڈھک دو تاکہ کوئی کثافت انکے اندر گرنے نہ پائے۔

پاک وصاف کپڑے پہننے کی تاکید ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ البسوا الثیاب البیض فانها اطهر واطیب یعنے اجلے اور سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض فالبسوها احیاءکم وکفنوبها موتاکم۔ یعنے تمہارے لئے سب سے اچھے کپڑے وہ ہیں جو سفید اور اجلے ہوں یہی زندوں کو پہناؤ اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفناؤ۔

جوتوں کی نسبت یہ ارشاد ہوا استجیدوا النعال فانها خلاخیل الرجال۔ یعنے جوتیاں نئی پہنو۔ کیونکہ وہ مردوں کیلئے زیور ہیں۔

اعتدال اور پرہیزگاری کے متعلق ذیل کی احادیث کو غور سے مطالعہ کرو۔

اذا اقل الرجل الطعام ملا جوفه نوراً یعنے جو شخص کھانا بہو کہ کم کھاتا ہے وہ اندرونی روشنی سے بھر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون یعنی آدھی ہی بھوک کھانا کھایا کرو۔ من قل طعامه صح بطنه وصفا قلبه ومن کثر طعامه سقم بطنه وقسا قلبه یعنی جو شخص کھانا کم کھاتا ہے اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کھانا بہت کھاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین الله رجلا بزینة افضل من عفاف بطنه یعنے خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو صحیح اور تندرست اور پاک وصاف رکھے۔ ان اکثرة الاکل شؤم یعنی بہت کھانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے ایاکم والبطنة فی الطعام والشراب فانها مفسدة للجسد مورثة للسقم مکسلة عن الصلوٰة وعلیکم بالقصد فیهما فانه اصلح للجسد وابعد من السرف وان الرجل لن یهلك حتی یؤثر شهوته علی دینه یعنے اے مسلمانو! کھانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی بیماری پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور فضول خرچی نہیں ہوتی

جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہوگا۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنة تذهب الفطنة۔ یعنی پُرخوری سے عقل انسانی ضایع ہو جاتی ہے۔ معتدل ریاضت کرنی بہی نہایت ضروری ہے۔ ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر فانها مفتاح کل شر یعنے شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے ہی صاف طور پر ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے اجتنبوا کل مسکر یعنی ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔ حکمائے اسلام کا مقولہ ہے۔ من قل جماعه فهو اصح بدنا وانقی جلدا واطول عمرا۔ یعنے جو شخص جماع کم کرتا ہے۔ اُس کا بدن تندرست اور بدن کی جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اُسکی عمر بہت دراز ہوتی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں۔ یکفی المومن الوقعة فی الشهر یعنی مسلمان آدمی کو مہینے میں ایکمرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔

احادیث میں جسطرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے اسیطرح عیاشی اور فسق وفجور سے بہی سخت ممانعت کیگئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ الزنا یورث الفقر یعنے بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی ہے۔ ایاکم والزنا فان فیه اربع خصال یذهب البهاء عن الوجه ویقطع الرزق۔ ویسخط الرحمٰن والخلود فی النار یعنے اے مسلمانو! زنا سے بچو کیونکہ اسمیں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے۔ انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا غضبناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی آگ میں دھکیلا جاتا ہے۔

یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیه ستة خصال ثلث فی الدنیا وثلث فی الآخرة فاما اللواتی فی الدنیا فیذهب بهاء الوجه ویورث الفقر وینقص العمر الخ۔ یعنی اے مسلمانو! بدکاری سے دور ہو۔ کیونکہ اسمیں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین آخرت میں۔ دنیا کی خرابیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے۔ دوم یہ کہ اس سے افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ تقدیر کے مسئلہ کو شامل کر دو۔ اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوادار مکان میں رہنا پسند کریگا۔ گھر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے گا اپنے بدن کو ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک وصاف رکھیگا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو پاک وصاف رکھنے کی کوشش کریگا۔ جب تک بھوک رہے تو کھانا چھوڑ دیگا۔ کھانا کھانے کے بعد منہ ہاتھ دھوئیگا۔ سوتے اور جاگنے کے وقت بستر کو جھاڑیگا۔ اُجلے اور سفید کپڑے پہنیگا۔ غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کریگا۔ بدکاری اور فسق وفجور میں کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ مجامعت میں بہی کمی کریگا۔ ریاضت جسمانی میں مشغول رہیگا۔ اعتدال کو ملحوظ رکھے گا۔ ہر حال میں تکلیف ہو یا آرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں رنج وغم میں نہ پھنسائیگا۔ یہی وہ تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی قائم رکھنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور مذہب نے صفائی قلوب کے واسطے

(منقول از تحفہ محمدیہ میرٹھ)

Spare Copy

ناظم

احمدیوں پر ظلم اور ریاست پٹیالہ میں اندھیر

نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے ضلع جالندھر کے موضع کہا چوں کے مظلوم احمدیوں کا واقعہ لکھکر دکھایا ہے کہ کس طرح پر ظالم طبع دون ہمت مخالف ہمیں دُکھ دیتے اور ستاتے ہیں۔ اب جبکہ مجھے سنور ریاست پٹیالہ میں سید عبد الحیی صاحب کے نکاح کی تقریب پر جانے کا اتفاق ہوا تو مینے حسب معمول وہاں کے احمدیوں اور مخالف فریق کے عام حالات معلوم کرنے چاہے جس تحقیقات کے ضمن میں مجھے ایک ایسا خطرناک واقعہ معلوم ہوا جو ریاست پٹیالہ کے انصاف اور عدل کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما داغ ہے اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ نے غریب احمدیوں کو سخت تکلیف دی ہے لیکن وہ ریاست جس کا والی تاج برطانیہ کا فرزند خاص کہلاتا ہے وہاں عدل وانصاف کے حصول کے لئے اسقدر مشکلات ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کونسل راج پٹیالہ نے اس مقدمہ کی مثل کو منگوا کر معائنہ کیا تو اسے صاف کھل جاوے گا کہ مجسٹریٹ صاحب جنکی عدالت میں مقدمہ ہے کوئی خاص وجہ مقدمہ کو اسقدر عرصہ تک لنبا کرنے کی نہیں بیان کر سکتے بجز اس کے کہ وہ شیعہ ہیں اور بہ حیثیت شیعہ ہونے کے انہیں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے خاص دشمنی ہے۔ مگر یہ عداوت اور رنج انصاف کی راہ میں عدالت کی کرسی پر بیٹھکر سد راہ نہیں ہونی چاہیئے۔ یہی تو باعث ہے کہ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کی خاص برکت اور احسان سمجھتے ہیں جہاں باوجودیکہ ہمارا امام مسیح موعود ہونیکا مدعی ہے اور وہ عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے پرزور حربے چلا رہا ہے لیکن جب وہ ایک پادری دین عیسوی کے سرگرم حامی کے مقابل بہ حیثیت مستغاث علیہ جاتا ہے تو ایک انگریز جج جس کو بہ حیثیت عیسائی ہونے کے پادری کا احترام واجب ہے اپنے عدل کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور پادری کے احترام کے سوال کو چھوڑ کر دونوں کو برٹش رول کی رعایا قرار دیکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھاتا ہے۔ یہ انگریز کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور تھا جنہوں نے پٹیالہ میں بھی ایک عرصہ تک اعلے آفیسر ہونے کی حیثیت سے زندگی بسر کی ہے اور میں اپنے علم اور واقفیت کی بناپر کہسکتا ہوں کہ صاحب ممدوح نے ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں سے اپنی نجی کی ملاقاتوں میں عام باتوں کے ضمن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے رہے ان کے انصاف اور نکتہ رسی نے جسقدر شہرت ان کو دی ہے وہ میری کسی تحریر کی محتاج نہیں ایسا ہی جب لا دیزٹل جج امرتسر کے سامنے (جو خود ایک پادری مزاج مجسٹریٹ تھا) وہ مشہور و معروف مقدمہ حضرت مسیح موعود کا جس میں ایک ہندو مجسٹریٹ نے عرصہ دراز تک لنبا کرنے کے باوجود کئی سو روپیہ جرمانہ کر دیا تھا پیش کیا گیا تھا تو اس نے چند ہی منٹ میں جرمانہ واپس دلانے کا حکم صادر کرنے کے ساتھ ہی اسقدر عرصہ تک لنبا کرنے پر اپنے فیصلہ میں مجسٹریٹ ماتحت پر اعتراض کیا اور یوں برٹش انصاف کی دھاک بٹھادی مگر ریاست پٹیالہ کے ایک شیعہ مجسٹریٹ کے سامنے جب سنور کے دو احمدیوں کا ایک معمولی استغاثہ پیش ہوا تو اس میں اجتک باوجودیکہ پچاس پیشیاں ہوچکنے کے ابھی تک استغاثہ کی شہادت بھی نہیں لی گئی۔ اور پھر تعجب اور افسوس یہ ہے کہ اس مقدمہ کے واقعات عجیب ہیں جو ایک مسلمان کو غیرت دلائے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن باوجود اس کے شیعہ مجسٹریٹ صاحب نے اسے لٹکائے رکھنا شاید اپنا فرض منصبی سمجھا ہے۔ اگر انہیں حضرت امام یا آپ کی جماعت سے مذہبی مخالفت ہے تو کیا ان کے عہدہ کے فرائض میں بھی یہ داخل ہے کہ مذہبی مخالفت کیوجہ سے ضرور فریق مخالف کو تنگ کیا جاوے اگر یہ تنگ کرنا نہیں کہ ایک مقدمہ کی بلاوجہ ۵۰ پیشیاں ہوں اور کچھ بھی کارروائی نہ ہو تو اسکی تصریح کر کے بتانا چاہیئے۔ ریاست پٹیالہ کا تو یہ احسان کہ ایک سکھ ریاست ہو کر ایک شیعہ مسلمان کو مجسٹریٹ بنادیا۔ مگر کیا کسی احمدی کا یہ قصور ناقابل عفو جرم ہے کہ وہ احمدی ہوکر انکی عدالت میں جاوے۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں

شیخ کرامت علی و عبد الصمد متولیان و معافیداراں درگاہ شاہ سباز الدین علیہ الرحمۃ ساکنان سنور مستغیث	بنام	سراج الدین خاں و محمد صدیق خاں و ابراہیم و خدابخش و کرم بخش و عیسے ساکنان سنور مستغاث علیہم

جرم زیر دفعہ $\frac{۱۴۳}{۲۹۶}$ تعزیرات ہند

مقدمہ مندرجہ عنوان کے متعلق مختصر کیفیت یہ ہے کہ ۲۲ر مئی ۱۹۰۶ء کو مستغیثان نے بوجہ احمدی ہونے کے رسم طبلہ و سارنگی کو مسدود کر کے بجائے اس کے درس قرآن شریف کرانا چاہا۔ مستغاث علیہم نے تقریباً دو صد مردماں کو ہمراہ لے کر خانگاہ میں پہونچکر روبروئے پولیس یہ بیان کیا کہ یا تو جو قدیم سے تم مجلس رقص و سرود ہر سال عرس پر کراتے ہو کراؤ ورنہ اگر تم بجائے اس کے قرآن شریف کا درس کراؤ گے تو ہم تمہاری گردنیں توڑ دینگے اور جان سے مار دینگے مستغاث علیہم کو مستغیثان نے برسر جنگ دیکھا تو اپنے امام آخر الزمان علیہ السلام کی تعلیم کے خاموش ہوکر اپنے گھر کو چلے آئے اور صبح کو مجسٹریٹ سنور میں استغاثہ دائر کر دیا عدالت مذکور میں عجیب کیفیت اس مقدمہ کی ہو رہی ہے یعنے روز دائر ہی مقدمہ کے جسکو آج قریباً سوا سال ہوئے بوجہ عدم حاضری مدعا علیہم گواہاں استغاثہ کے بیانات بھی قلمبند نہیں ہو سکے تقریباً اس مقدمہ میں پچاس تاریخ پیشی مقرر ہو چکی ہیں جناب مجسٹریٹ صاحب اہل شیعہ ہیں جو نہایت ہی نرم دل ہیں آجتک جملہ مدعا علیہم عدالت میں طلب نہیں ہوئے جبکہ اسقدر عرصہ میں مدعا علیہم طلب نہیں ہو سکے اور اسقدر تواریخ ہائے پیشی مقرر ہو چکی ہیں تو جب مدعا علیہم حاضر آدینگے تو سابقہ کارروائی کے لئے تو نہیں معلوم کسقدر عرصہ کی ضرورت ہوگی۔

یہ ہیں واقعات مقدمہ میں اس مقدمہ کے متعلق کونسل عالیہ پٹیالہ کے پریسیڈنٹ جناب سردار گورکھ سنگھ صاحب بہادر بالقابہم کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں وہ اس مثل کو منگوا کر ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ ایک فریق کو بلاوجہ اسقدر عرصہ تک عدالت میں لٹکائے رکھنا کیا مطلب رکھتا ہے؟ اور اگر کوئی معقول اور قوی عذر نہ ہو تو اس پر ایسا نوٹس لینا چاہیئے کہ آئندہ کسی مجسٹریٹ کو ایسی جرأت نہو۔ عدالت میں انصاف کے [illegible]